29
TWENTY NINE YEARS OF PUBLISHING

جون 2021

ماہنامہ ولی اللہ

ارمغان

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت، ضلع مظفر نگر (یوپی)
www.armughan.net

JSW

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۹ شمارہ ۶ جون ۲۰۲۱ء مطابق شوّال ۱۴۴۲ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مدیر

وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاھر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتہ

دفتر ارمغان

پھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-7060450315

9359774316 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ

موبائیل : 9897354040

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے

❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000روپے (برائے ۲۰سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفر نگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفر نگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

☆	اداریہ	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	موت کا ایک دن معین ہے!	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	مظلومین غزہ اور ہماری ذمہ داریاں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۴
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	**احمد اوّاہ ندوی**	۱۸
☆	اسرائیل نامنظور کیوں؟	مولانا نفیس احمد ندوی	۲۴
☆	محشرستان فلسطین کی لہورنگ داستان	ڈاکٹر ماجد دیوبندی	۲۶
☆	دعوتی سوالات اور میرے جوابات	جناب ریاض موسیٰ ملیباری	۳۱
☆	مولانا سید محمد حمزہ حسنی، یادوں کے چراغ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۳۳
☆	مولانا سید محمد حمزہ حسنی، تاثرات ومشاہدات	مولانا نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی	۳۷
☆	موت سے کس کو رستگاری ہے	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰
☆	ڈاکٹر شاہ عباد الرحمٰن نشاط	مولانا عبدالمالک ندوی بلندشہری	۴۷
☆	ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط، روایات اکابر کے امین	مفتی محمد خالد نیموی قاسمی	۵۳
☆	کیا ہوئے وہ بادہ وساغر وہ پیمانے کے دن	جناب سرفراز بزمی	۵۴
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۵۵
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۵۶
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵۷

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **جون** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ایک چراغ اور بجھا.....اور بڑھی تاریکی

مولانا سید محمد حمزہ حسنیؒ نائب ناظم ندوۃ العلماء کا حادثۂ وفات

کورونا کی عالم گیر وبا میں ملت اسلامیہ کے بہت سے پرنور چراغ ایک ایک کرکے بجھ رہے ہیں، اوران کا ماتم کرتے کرتے آنکھوں کے آنسو خشک ہوگئے ہیں، اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ کسی ایک سایہ دار درخت کی جدائی کے غم سے فراغت نہیں ہوتی، تب تک کسی دوسرے شجر سایہ دار سے محرومی کی خبر آجاتی ہے۔ایسی ہی ایک اندوہ ناک خبر جناب مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی کے انتقال پرملال کی ہے، جنھوں نے ۲۴ر رمضان المبارک کو اس جہان فانی کو الوداع کہا، اور اپنی حیات مستعار کے دن پورے کرکے ہم سب کو سوگ وار کرکے اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ ان للہ ما أخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمیٰ

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

وہ ایک سنجیدہ، باوقار عالم دین، اچھے مدبر اور منتظم اور مشہور اہل قلم تھے، ماہنامہ رضوان کی چالیس سالہ ادارت کے علاوہ ان کی متعدد تصنیفات ملک اور بیرون ملک سے شائع ہوتی رہی ہیں، ندوۃ العلماء کے نائب ناظم ہونے کی وجہ سے وہ اس عالمی تحریک کے ہر نشیب وفراز سے واقف اور اس کے نظم وانتظام کی بنیادی کڑی تھے، اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی دامت برکاتہم کی پیرانہ سالی میں ان کے دست وبازو تھے، اس لحاظ سے مولانا حمزہ حسنی کا انتقال دارالعلوم ندوۃ العلماء، ہندوستانی ملت اسلامیہ اور حضرت مولانا کے خانوادہ کا ایک بڑا نقصان اور ایسا خلا ہے جسے مدتوں تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔

مولانا سید محمد حمزہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نائب ناظم، ماہنامہ رضوان لکھنؤ کے مدیر اعلی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کے نائب سکریٹری، سنی سنٹرل وقف بورڈ کے رکن، مولانا ثانی حسنی میموریل سوسائٹی رائے بریلی کے بانی وصدر، اور ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے درجنوں دینی تعلیمی اداروں کے سرپرست تھے۔ وہ ترانۂ ندوہ کے خالق مولانا محمد ثانی حسنی کے فرزند، اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے داماد تھے۔اور رائے بریلی کے سادات حسنی کے اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جو اس ملک کی تاریخ میں اپنی عظمت کے حوالے سے بے مثال ہے، اور جس کی نمائندگی سید شاہ علم اللہ نقش بندی، حضرت سید احمد شہید، مولانا سید عبدالحی حسنی، اور مفکر اسلام حضرت سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں۔

ان کے والد مولانا محمد ثانی حسنی ندوی اپنے عہد کے ممتاز سوانح نگار اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی قدس سرہ کے خلیفہ اجل تھے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ان کے خاندانی بزرگ تھے، مولانا حمزہ حسنی اپنے ندوہ کے دوران قیام، سفر وحضر میں ان کی خدمت میں رہے، اوران کی خصوصیات اپنے اندر جذب کیں۔اس طرح خاندانی عظمت کے ساتھ اورنسلی خصوصیات

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے ساتھ قلم اور تحریر سے رشتہ انہیں وراثت میں ملا تھا۔ ان کی طبیعت بنیادی طور پر تصوف وسلوک کی طرف مائل تھی، وہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے میکدہ کے بادہ خوار تھے، اور اپنے عہد کے باعظمت بزرگوں سے عقیدت ومحبت کا تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھی قدس سرہ، حضرت مولانا قاری صدیق باندویؒ اور محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئی کے یہاں ان کی آمد ورفت تھی۔ اس طرح وہ اپنی افتادِ طبع کے اعتبار سے ان تمام مراکز روحانیت سے مربوط اور مستفید تھے، قطب زمانہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ ومجاز اور لکھنؤ کے تبلیغی جماعت کے ذمہ دار جناب صوفی انعام اللہ صاحب نے انھیں، تصوف کے چاروں سلسلہ کی اجازت وخلافت سے نوازا تھا، اور مرشد امت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے دربار سے بھی انہیں اجازت وخلافت حاصل تھی۔

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی کی پیدائش ۱۹۵۰ء میں دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں رائے بریلی میں ہوئی، آپ کی ابتدائی تعلیم کے علاوہ پوری تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ہوئی، آپ دوران طالب علمی ندوہ کے نمایاں طلباء میں شامل تھے اور اپنے ساتھیوں میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں آپ نے ندوہ سے سند فراغت حاصل کی اور علم حدیث میں تخصص کیا۔ پھر مختلف علمی، ملی اور سیاسی وسماجی کاموں میں مشغول ہوگئے، اسی کے ساتھ مکتبہ اسلام لکھنؤ کے علاوہ ماہنامہ رضوان لکھنؤ کی ادارتی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاںؒ کے وصال کے بعد سن ۲۰۰۰ء جب اتفاق رائے سے حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی مدظلہ ندوۃ العلماء کے ناظم بنائے گئے، تو مرحوم مولانا محمد حمزہ حسنی ندوۃ العلماء کے ناظر عام مقرر کئے گئے، پھر حضرت مفتی محمد ظہور ندوی کی وفات کے بعد نائب ناظم کا عہدہ خالی ہوا، تو آپ کو ان کی جگہ باضابطہ نائب ناظم مقرر کیا گیا۔ مولانا کی شخصیت نظم وانتظام کی بے پناہ صلاحیت کی حامل تھی، اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد ان کے جوہر کھلے، اور اپنی زندگی کے ان اکیس سالوں میں انھوں نے ندوۃ العلماء اور اس کے دارالعلوم کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے جو کوششیں کیں، وہ یقیناً آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، ندوۃ العلماء جیسے کثیر المقاصد ہمہ جہتی ادارے کو چلانا ایک حکومتی نظام چلانے کے مرادف ہے۔ اسے مسلسل آگے بڑھانا اور ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رکھنا ان کا کارنامہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس دوران متعدد نئے شعبے قائم ہوئے، دارالاقامے اور متعدد شعبہ جات کی نئی نئی عمارتیں بنیں، اور ان سب میں مولانا کا حسن انتظام اور خون جگر جھلکتا بلکہ چھلکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

ہماری دینی دعوتی تحریک جمعیت امام ولی اللہ کے وہ ایک مخلص سرپرست تھے، اور ماہنامہ ارمغان کے قدردانوں میں تھے، مختلف صوبوں میں پھیلے ہوئے ہمارے دینی تعلیمی اداروں کے بارے میں وہ کسی طرح کے تعاون سے دریغ نہیں کرتے تھے، اور متعدد انتظامی امور میں بروقت صائب مشوروں سے نوازتے تھے، اس لحاظ سے ان کا حادثہ وفات ہم سب کے لئے ایک بڑا حادثہ ہے، اور ایک مسلمان ہونے کے حیثیت سے ہمیں ان کی جدائی کا صدمہ ہے۔ چونکہ موت انسان کی زندگی کا خاتمہ نہیں، اس کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہے، اور مولانا نے اپنے پیچھے اپنی خدمات اور کاموں کی ایک طویل فہرست چھوڑی ہے، اس لئے وہ اپنی نیکیوں کا صلہ لینے کے لئے اپنے رب کے حضور چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سیئات سے درگذر فرمائے اور ان کی خدمات کا اپنی شایان شان اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

موت کا ایک دن معین ہے

کرونا سے ہونے والی ہلاکتوں اور موت کے خوف کے پس منظر میں ایک فکر انگیز خطاب

مولانا محمد کلیم صدّیقی

خطبہ مسنونہ کے بعد..........

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ومن الناس من يتخذ من دون الله أندادا يحبونهم كحب الله ، والذين آمنوا أشد حبا لله (البقرۃ : ۱۶۵)

خواتین وحضرات! اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں صاحب ایمان بنایا، اور اسلام جیسا دین رحمت عطا فرمایا، یہ ایمان اللہ کا بہت بڑا انعام ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے بلا استحقاق اور بلا طلب ہمیں عطا فرمایا ہے، اس ایمان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، اس کا ایک جسم ہے اور ایک اس کی روح ہے، ایمان کا جسم اور ظاہر یہ ہے کہ انسان لا اله الا الله محمد رسول الله کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق کرے، اور ایمان کا باطن اور روح ہے اللہ کی محبت۔ قرآن کہتا ہے:

ومن الناس من يتخذ من دون الله أندادا يحبونهم كحب الله والذين آمنوا أشد حبا لله (البقرۃ ۱۶۵)

یہ لوگ ناسمجھ بھولے اور کم عقل لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے مقابلہ میں اس کے مدّمقابل اپنے پیارے اپنے دوست اپنے محبوب تراش رکھے ہیں اور بنا رکھے ہیں، لیکن اہل ایمان کی پہچان یہ ہے کہ ان کے دل میں اللہ کی محبت ساری محبتوں پر غالب رہتی ہے، تو ہر ایمان والا اللہ کا عاشق ہے، اور اللہ ہمارے معشوق و محبوب ہیں، یہ ایمان کی جان ہے۔

یہ محبت کوئی نفلی چیز نہیں، ایمان چونکہ فرض ہے سب سے ضروری چیز ہے، اس لئے یہ ایمان کی روح پیدا کرنا کہ دل میں اللہ کی محبت ساری محبتوں پر غالب آجائے یہ ہر مسلمان کے لئے فرض ہے، یہ نفلی عبادت نہیں ہے فرض ہے، اگر کوئی محبت اللہ کی محبت پر غالب آگئی اور سب سے زیادہ دل میں اللہ کی محبت نہیں ہے تو اس پر سخت وعید ہے۔ اگر اللہ سے یا اللہ کے رسول ﷺ سے محبت نہیں ہے تو قرآن کریم کا ارشاد ہے:

قل ان كان آبائكم وابنائكم واخوانكم و ازواجكم وعشيرتكم و اموال، اقترفتموها و تجارة تخشون كسادها، ومسٰكن ترضونها أحبّ اليكم من الله ورسوله و جهاد فى سبيله ،فتربّصوا حتى يأتى الله بأمره، والله لا يهدى القوم الفاسقين (التوبہ: ۲۴)

پیارے نبی اعلان کر دیجئے کی تمہارے آباء و اجداد و ابنائکم اور تمہارے بیٹے اور اولادیں نسلیں نیچے کی، واخوانکم اور تمہارے بھائی بند اور رشتہ دار، وازواجکم اور تمہاری بیویاں، وعشیرتکم اور رشتہ دار قرابت دار، واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا وہ مال جس کو تم نے کمایا ہے، جوڑ جوڑ کر تم نے جمع کیا ہے، وہ تجارت جس میں ذرا سا گھاٹا ہو جاتا ہے تو تمہارے چہرے اتر جاتے ہیں اس سے ہر وقت ڈرتے ہو، أحب اليكم من الله ورسوله وجهاد فى سبيله فتربصوا حتى ياتى الله بامره: اگر تمہارے نزدیک

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے " فتربصوا " تو انتظار کرو اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ آجانے کا۔ جو شخص مسلمان ہے جس کے دل میں اللہ کی محبت کے مقابلہ میں کوئی اور محبت غالب ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کو عاشق اور محبوب بنا رکھا ہے اس کے لئے اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ اس پر اللہ کی طرف سے عذاب آجائے گا، انتظار کرو کہ اس پر پکڑ آئے گی، تو معلوم ہوا یہ چیز کوئی نفلی چیز نہیں ہے۔

اور یہ محبت جس کا حکم دیا گیا ہے اللہ اور اس کے رسول کی اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کی، یہ جو ہمیں حکم دیا گیا ہے اللہ کو اس کی ضرورت نہیں، اللہ کو تو ہماری کسی دین داری کی ضرورت نہیں ہے، اللہ کی شان تو بے نیاز ہے، سارے متقی پارسا اور دین دار، نبی اور رسول بن جائیں تو اللہ کی شان بڑھنے والی نہیں اور ایک آدمی بھی ایمان والا نہ رہے اور سب کافر و مشرک ہو جائیں تو اللہ کی شان کوئی گھٹنے والی نہیں۔ نہ اللہ کو ہماری دین داری کی ضرورت ہے، نہ اللہ کو ہماری محبت کی ضرورت ہے، اور نہ اللہ کو ہماری سنت کی اتباع کی ضرورت ہے، اور نہ اللہ کو ہمارے دین کی راہ میں نکلنے کی ضرورت ہے، اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اللہ کی شان بے نیاز ہے۔ ضرورت ہماری ہے، اللہ نے جو حکم دیا ہے، دین میں جو حکم دئے گئے ہیں، اللہ پیدا کرنے والے ہیں، اس لئے اللہ نے دین میں انہیں چیزوں کا حکم دیا ہے جو چیزیں ہمارے لئے ضروری ہیں اور جو چیزیں نقصان دہ ہیں ان سے بچایا گیا ہے۔

اللہ کی محبت ہماری زندگی میں رنگ پیدا کرتی ہے، سرور پیدا کرتی ہے، یقیناً اس محبت کے بغیر زندگی پھیکی ہے، اور صحیح بات یہی ہے کہ جب اس محبت کا مزا لگ جاتا ہے، اور نیک لوگوں کی خدمت میں اور ان کے قدموں میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جو اللہ کی محبت کا حق ادا کرنے والے ہیں، اور ان کے دلوں میں اللہ بس گیا ہے، اور جنھوں نے اللہ سے دل لگا لیا ہے، غیر اللہ کو دل سے نکال دیا ہے، ان کی صحبت میں جب آدمی جاتا ہے اور بیٹھتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کیسی پیاری زندگی ہے ان کی۔ ایسا رشک آتا ہے اور ایسا دل پگھلتا ہے کہ ہم لوگ اس کے بغیر کیسی سوکھی زندگی گزار رہے ہیں، اللہ کی محبت کے بغیر محبت کا رنگ ہی کیا ہے؟ دنیا میں کسی معشوق سے محبت ہو جائے تو اس سے پوچھئے کیسے مزے لے کر اپنے معشوق و محبوب کا نام لیتا ہے، حالانکہ غیر اللہ کی محبت فانی محبت ہے اور اس میں بے چینی ہے، چین نہیں ہے، لیکن محبت ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عطا کی ہے، اس کے لئے اللہ نے پورا نظم بنایا ہے اور انسان کے سینے میں ایک دل رکھا ہے۔

اور اللہ نے انتظام یہ کیا ہے کہ یہاں دنیا میں اس کو ایک جسم دیا تو اس کو اِنرجی کی ضرورت تھی، اس کے لئے ایک پیٹ رکھا، اس میں بھوک لگتی ہے، اگر بھوک نہ لگے تو انسان کھائے گا نہیں، اور اگر کھائے گا نہیں، تو انرجی کیسے آئے گی۔ اللہ کی رحمت کے قربان کہ پورا ہضم کا نظام بنایا، پھر یہ بھی طے کیا کہ اس کی غذا اچھی ہو، جب اسے بھوک لگے گی تو کھانا تو پڑے گا اسے، بھوک لگے گی تو پتے کھائے گا مٹی کھائے گا وغیرہ، اگر اچھی غذا نہیں کھائے گا تو کچھ دنوں میں بیمار ہو جائے گا اور رفتہ رفتہ موت تک پہنچ جائے گا، مٹی کھائے گا اور غلط چیزیں کھائے گا تو بیماری پیدا ہوگی، ایسی ہی اس کی ضرورت تھی کہ وہ کچھ جانے، دنیا میں رہ رہا ہے تو اسے ساری چیزوں کے بارے میں جاننا ضروری ہے کہ کیسے اللہ کی نعمتوں کو استعمال کرے۔ اس کے لئے ایک دماغ دیا اللہ تعالیٰ نے، سر دیا اور سر میں جاننے کی صلاحیت دی، انسان کو کچھ جاننے کی بھوک لگتی ہے، اس کے دماغ میں ایک خاص عمر میں جاننے کی بھوک پیدا کر دی جاتی ہے، اس وقت اگر وہ اچھا علم اور اچھی باتیں نہیں سیکھے گا تو بری باتیں سیکھے گا، جاننے اور سیکھنے کے اوقات خاص طور سے زیادہ تب ہوتے ہیں جب بچے کی ابھرتی ہوئی عمر ہوتی ہے، اور جب وہ ٹین ایج میں آتا ہے تو اس کے جاننے کی بھوک بھی زیادہ بڑھتی ہے، اس وقت اگر اسے دین نہیں سکھائیں گے اللہ کے نبی کا طریقہ نہیں سکھائیں گے، خیر کی باتیں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نہیں سکھائیں گے، انسانیت کے علم نافع نہیں سکھائیں گے، تو وہ چوری سیکھے گا، ڈاکہ ڈالنا سیکھے گا اور برائیاں سیکھے گا، گالیاں سیکھے گا ،اس بھوک کی وجہ سے وہ سیکھے گا ضرور، تو اس سے اس کا اخلاق بگڑے گا، اس کی دنیا وآخرت بگڑے گی، اس کا معاشرہ بگڑے گا، یہاں تک کہ وہ تباہ ہو جائے گا۔

اسی طرح انسان کی ضرورت تھی کہ وہ کسی کو چاہے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دل کا باکس اور دل کا پیٹ دیا، جو چاہتا ہے کہ وہ چاہے، دنیا میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو محبت نہ کرے، کسی نہ کسی سے ضرور اسے محبت ہوگی۔ لیکن اس کی صحیح غذا ہے اللہ کی محبت، اور اللہ کے لئے اس کے رسول کی محبت، اور اس کی راہ میں قربانی دینے کی محبت۔ اگر ان چیزوں سے محبت نہیں کرے گا تو مٹی کھانا جیسے ہے، گھاس پھوس کھانا جیسے ہے، جیسے تنکے کھانا ہے، ایسے ہی اس کو کسی عورت سے محبت ہوگی یا مال کی محبت ہوگی، عزت کی محبت ہوگی، عہدہ کی محبت ہوگی یا کسی اور چیز کی محبت ہوگی ،اور جس طرح مٹی اور گھاس کھانے سے جسم برباد ہو جاتا ہے، اسی طرح اس غلط محبت سے اس کا دل برباد ہو جائے گا، خراب ہو جائے گا، مردہ ہو جائے گا، تباہ ہو جائے گا۔

محبت ہر انسان کی ضرورت ہے اور ہماری ضرورت ہے کہ ہم اللہ سے محبت کریں، یہ محبت اس لئے ضروری ہے کہ اس محبت سے ہماری پوری زندگی کی اصلاح کا مدار ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

ألا و ان فی الجسد مضغة، اذا صلحت صلح الجسد كله، و اذا فسدت فسد الجسد كله، ألا و هی القلب (صحیح مسلم: ۱۵۹۹)

انسان کے سینے میں ایک لوتھڑا ہے، یہ اگر صحیح ہو جائے، صالح ہو جائے تو انسان کا پورا وجود صالح ہو جاتا ہے، اور اگر یہ بگڑ جائے تو پورا وجود انسان کا بگڑ جاتا ہے، ألا و هی القلب، الا و هی القلب، آپ نے فرمایا خبردار وہ دل ہے، وہ دل ہے۔ یہ جب صحیح ہوتا ہے جب اس میں اللہ کی محبت داخل ہو جاتی ہے، اللہ کے لئے چاہت ہوتی ہے، جب ہی زندگی آتی ہے اور یہ قلب سلیم بنتا ہے، اس لئے کہ قیامت میں جب تک قلب سلیم لے کر نہیں آئے گا بندہ، اللہ کے یہاں اس وقت تک اس کی کوئی قدر نہیں ہوگی، نفی پہلے ہے، اگر بوتل میں اچھا گلاب کا عطر رکھنا ہے تو اس میں جو گندی چیزیں ہیں وہ نکالنی پڑیں گی، پہلے تو جو غیر اللہ کی محبت بیٹھی ہوئی ہے وہ ختم ہو جائے، اور پھر اللہ کی محبت پیدا ہو جائے، جب اللہ کی محبت پیدا ہو جائے گی تو زندگی کی چولیں صحیح ہو جائیں گی۔

یہ دین جو اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں دیا ہے ایسا پیارا دین ہے، اور ہماری ضرورت کے لئے اس کا پورا سسٹم دیا ہے۔ ایسا پیارا نبی، نبی کی سنت اور آپ کی زندگی کا طریقہ، ہمارے فائدے کے لئے احکام دئے، رمضان المبارک کی یہ برکتیں، اور کیسی بابرکت رحمتیں، اس وقت کتنا اجر وثواب بڑھ گیا ہے، کیسا نورانی ماحول پیدا ہو گیا ہے، کہ خود بخود آدمی ذراسی توجہ کر لے تو قرآن کی طرف راغب ہوتا ہے، جو کبھی قرآن ہاتھ میں نہیں لیتے ان کا بھی دل چاہنے لگتا ہے۔ یہ سب کیا ہے، قرآن کا نور بکھرا ہوا ہے، اللہ کی طرف سے رحمتیں برس رہی ہیں، یہ سب اللہ سے محبت کا ثمر ہے، حالانکہ اس دور میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لئے رمضان آیا، یا نہیں آیا، پتا ہی نہیں، رمضان چل رہا ہے اور ایسا ہو رہا ہے کہ وہ جو نماز پڑھ رہے ہیں بے دلی کے ساتھ، رسماً پڑھتے ہیں، اس میں کچھ جان نہیں، کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ ایسی گرمیوں میں کیوں روزے آ گئے؟ یہ سوال کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ اسی طرح نفس وسوسے ڈالتا ہے، یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کہ محبت کی کمی ہے، اگر محبت ہو، اگر تعلق ہو کسی سے، تو آدمی اس کی چشم ابرو کا خیال کرتا ہے، پھر یہ نہیں دیکھتا:

راضی ہوں میں اسی میں جس میں ہوں آپ راضی
میری خوشی اسی میں، جو آپ کی خوشی ہے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یہی اللہ کے ساتھ محبت کا حال ہوتا ہے، پھر کمال بندگی اللہ نصیب فرماتے ہیں، محبت ہوگی تو پھر جی جان سے قربان ہوگا اللہ کے اوپر، اللہ کی مرضی اللہ کی مشیت اور تقوی کی کیفیت اس میں پیدا ہوگی، تقوی کی کیفیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ اس کے ہاتھ پیر چل پڑیں گے، وہ اللہ کی مشیت اور اللہ کی مرضی دیکھ کر زندگی گزارنے والا بن جائے گا، محبت ہوگی تو ایسا تعلق قائم ہوگا۔

ایک روز میں نے سنایا تھا کہ ایاز، محمود غزنوی کے غلام تھے، محمود غزنوی ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے، اور اپنے برابر بٹھایا کرتے تھے، وزیروں کو حسد ہونے لگا کہ غلام کو اپنے برابر میں بٹھاتے ہیں اور ہم لوگ وزیر ہیں، ہم کو سامنے بٹھایا جاتا ہے، محمود غزنوی کو یہ معلوم ہوا، تو اس نے یہ بتانے کے لئے کہ ایاز میری نگاہ میں کیوں محبوب ہیں، غلام ہوتے ہوئے کیوں میرا معشوق بن گیا ہے، محمود غزنوی کے خزانے میں ایک بڑا قیمتی ہیرا تھا، اس کی بڑی حفاظت کرنی پڑتی تھی، باقاعدہ ایک فوج لگی ہوئی تھی، دوسرے ملک کے لوگ اس پر نگاہ رکھتے تھے، اس ایک ہیرے کی قیمت اس کے پورے ملک کی قیمت سے زیادہ تھی، تو محمود نے اپنے وزیر اعظم کو بلایا اور کہا کہ اس ہیرے کی وجہ سے مجھے بڑی دقت ہے، اس کی سکیورٹی میں کتنا سرمایہ صرف کرنا پڑتا ہے، کتنے دشمن ہر وقت ہماری نگاہ میں ہماری تاک میں رہتے ہیں، ہمارے ملک پر اس ہیرے کی وجہ سے حملہ کرنا چاہتے ہیں، اس لئے میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ اس ہیرے کو توڑ دیا جائے، نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔ وزیر اعظم نے کہا جہاں پناہ آپ کیسی بات کررہے ہیں! یہ ہمارے ملک کی شان ہے، کسی احمق نے آپ کو یہ مشورہ دیا ہوگا، آپ ہرگز ہرگز یہ مت کیجئے گا، جب یہ ہوا تو انہوں نے دوسرے پھر تیسرے وزیر کو بلایا، قاضی کو بلایا، سب اس ہیرے کی حکمت بتاتے رہے، کہ جہاں پناہ آپ کیسی بات کررہے ہیں، اس سے تو ہماری شان ہے، ہم اس پر فخر کرتے ہیں اور ناز کرتے ہیں، جب وہ سب سے کہہ چکے، تو ایاز جو برابر میں بیٹھا ہوا تھا، اس کو اشارہ کیا، اور ہیرا منگوا کر اس کے سامنے رکھ دیا، اور یوں اشارہ کیا ہاتھ کا، ایاز کی طرف، اس نے اٹھا کر پٹخ دیا اور ہیرا چور چور ہوگیا۔ تو ان سب نے کہا کہ ایسے احمق کو سر پر بٹھا رکھا ہے، ایاز نے کہا کہ تم مجھے احمق کہتے ہو، میں بادشاہ محمود کا غلام ہوں مجھے اس سے محبت ہے، اس لئے ان کا ہر اشارہ ہمارے لئے ہر مصلحت سے بڑا ہے، ان کے اشارہ پر میں ایسے کروڑوں ہیروں کو پامال کرسکتا ہوں۔ تب لوگوں کو محسوس ہوا کہ ایاز سے بادشاہ کو اتنی محبت اور قرب کیوں حاصل ہے۔ تو جب اللہ کی محبت دل میں ہوگی تو بندگی کا یہ مزاج بن جائے گا۔

میں نے ابھی چند دن پہلے آخری صفحہ پر لیلیٰ مجنوں کا قصہ لکھا ہے، مجنوں پر پابندی تھی لیلیٰ کے گھر آنے پر، اور اس کے شہر میں جانے پر، یہ اس کی بتائی ہوئی سزا تھی، اور اس کے گھر والے بہت مخالف تھے، مجنوں کو معلوم ہوا کوئی صاحب ہیں، وہ لیلیٰ کے وطن جارہے ہیں، تو اس نے سوچا کہ لیلیٰ کو کچھ پیغام پہنچا دوں، اس نے جا کر کہا کہ حضرت سنا ہے کہ آپ لیلیٰ کے شہر جارہے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ وہ بولا: تو آپ ذرا میرا اسلام بھی کہہ دیجئے گا، اور میری محبت کی بات بھی کہہ دیجئے گا، یہ بھی کہہ دیجئے گا، بہت تڑپتا رہا مجنوں، یہ کہہ کر رک گیا، وہ صاحب اونٹ پر سوار تھے، چل دیئے، مجنوں دوڑ کر بولا: سنیو سنیو، اجی ایک بات تو رہ گئی، لیلیٰ سے یہ بھی کہہ دینا۔ اس نے کہا: اچھا۔ پھر اسے روکا اور کہا: سنیو سنیو، دوڑا دوڑا آیا، پھر کہا، اجی ایک بات اور رہ گئی یہ بھی کہہ دیجئے گا۔ محبوب کے ذکر سے اور محبوب کے پاس پیغام پہنچتا ہو تو چین اور جی نہیں بھرتا۔ یہ بھی کہہ دینا، یہ بھی کہہ دنیا، کہتے کہتے وہ خود ان کے ساتھ چلتا رہا، یہاں تک کہ وہ خود لیلیٰ کے شہر پہنچ گیا، وہ دوڑتا رہا پیچھے پیچھے، لیکن پیغام پورے نہیں ہوئے، مجنوں پیدل چل رہا تھا، اور وہ اونٹ پر سوار تھے، اور لمبا سفر تھا، ورم سے مجنوں کے پیر پھول گئے اور کھال پھٹ گئی اور خون بہنے لگا۔ حضرت نے دیکھا پیروں کو تو خیال آیا کہ اس کا حال تو بہت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خراب ہورہا ہے۔لیلیٰ ویلا کے پاس تو پیغام پہنچانا بھول گئے ، سوچا کسی حکیم کے پاس چلتا ہوں ، اس بیچارہ کا علاج کراؤں ۔ آگے اس پر پابندی تھی شہر میں داخلہ کی ۔اس لئے مجنوں وہیں بیٹھ گیا ،درد سے بیٹھا نہیں گیا تو لیٹ گیا ،اب لیٹا ہوا تھا تو اس نے سوچا او ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر ہی لیلیٰ کا گھر ہو جس طرف میرے پیر ہیں ،اور محبوب کی طرف پیر کرنا تو بے ادبی ہے ،غلط بات ہے ۔پھر تھوڑے سے پاؤں دوسری طرف گھمائے ،سوچا یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ لیلیٰ کا گھر کدھر ہے ،اِدھر بھی ہوسکتا ہے ،وہ اِدھر پھر اُدھر ،چاروں طرف گھومتا رہا ،جب سمجھ میں نہیں آیا تو کھڑا ہو گیا ،بے چارہ بڑی مشکل سے کھڑا ہوا ہوگا ،کھڑا ہوا نہیں جارہا تھا ،پیروں میں درد اتنا ہورہا تھا ،خون بہ رہا تھا ،پھر اس نے سوچا کہ ایسا کرتے ہیں کہ سر نیچے اور پیر اوپر کر کے کھڑا ہوجاتا ہوں ،اوپر تو لیلیٰ کے گھر کی طرف پیر نہیں ہوں گے ،اب یہ صاحب جب حکیم صاحب کے پاس پہنچے ،تو اس کا قصہ بتایا کہ ایک دیوانہ اپنی لیلیٰ کے قصے سناتے سناتے ،پیغام دیتے دیتے یہاں تک آگیا ، اس کے پاؤں پھٹ گئے ہیں ،خون کی وجہ سے اب یہ مسئلہ ہورہا ہے ،آپ اس کے لئے کوئی علاج یا دوا ،مرہم تجویز کریں گے ،تو بہت دن لگیں گے ،کوئی آسان بتادیجئے ،حکیم صاحب نے کہا: علاج کی آسان تدبیر یہ ہے ایسے مریض کو سر نیچے اور پیر اوپر کر کے کھڑا کردیں ، تو خون کا جو دوران ہوگا وہ الٹا ہوجائے گا ،تو جلد ہی ورم اتر جائے گا ،اور مریض جلدی ٹھیک ہوجائے گا ، پھر اس کے بعد یہ مرہم لگا دینا ۔اب یہ صاحب دوا اور مرہم لے کر آئے اور بتایا کہ جلدی افاقہ کے لئے سر نیچے اور پیر اوپر کر کے کھڑا ہونا پڑے گا ۔آکر دیکھا کہ مجنوں نے سر نیچے اور پیر اوپر کھڑے کرر کھے ہیں ،مجنوں یہ بات سن کر کھڑا ہوا ،اور پوچھا کہ یہ علاج کس نے بتایا؟ وہ کہنے لگا علاج کیا مطلب ،میں شہر کے سب سے بڑے حاذق حکیم صاحب کے پاس گیا تھا ،اس نے بتایا یہ علاج ، کہ سر نیچے اور پیر اوپر کر کے کھڑے ہوجاؤ۔مجنوں کہنے لگا کہ آپ کو حکیم کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی ،میری محبت خود میرا حکیم ہے۔

یہ محبت اللہ سے ہوجائے تو ساری بیماریاں جو ہمارے اندر ہیں وہ سب ختم ہوجائیں گی ،ہم سے یہ محبت مطلوب ہے ،اور محبت اتنی مطلوب ہے کہ اللہ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوجائے ،اس لئے مومن کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

الموت تحفة للمؤمنين

موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔ اور موت کیا ہے:

الموت جسر يوصل الحبيب الى الحبيب

موت پل ہے جو حبیب کو محبوب سے ملاتا ہے

موت ،اللہ سے ملاقات ہی تو ہے ،چونکہ ہمیں اللہ سے محبت نہیں ،ایمان کی ہمارے اندر صورت ہے ،حقیقت نہیں ہے ، ورنہ مومن تو ہو ہی نہیں سکتا جب تک اسے شہادت کا شوق نہ ہو ،اللہ کے نبی ﷺ ہیں ہمارے لئے آئیڈیل ،اسوہ حسنہ ۔آپ ﷺ کی سب سے محبوب دعا جو تھی ،چار دعائیں آپ سب سے زیادہ مانگتے تھے اس میں ایک یہ دعا تھی:

اللھم ارزقناشھادة فی سبیلک

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما ،یعنی میری جان اپنی محبت میں قبول فرمالیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دل مردہ ہے جس میں شہادت کا شوق نہ ہو۔

آپ نے فرمایا منافق کی موت ہے ایسے شخص کی موت جس نے نہ کبھی جہاد کیا ،نہ کبھی اس کی تمنا کہ میں شہید کیا جاؤں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے اللہ کو بھی اس بندہ سے ملنا ناگوار ہوتا ہے ،اور ناپسند ہوتا ہے ،اور جو بندہ اللہ سے ملاقات کا شوقین ہوتا ہے ، اللہ بھی اس سے ملاقات کا شوق رکھتے ہیں ۔تو مومن کو اللہ سے ملاقات کا شوقین ہونا چاہئے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الدنیاسجن المؤمن

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے

قید خانے سے رہائی کے لئے ہمیشہ اشتیاق ہوتا ہے، اللہ سے محبت ہو، تو اللہ سے ملاقات کرنے کا اشتیاق اور موت کا خوف نہیں موت کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جس طرح صحابہ کرامؓ جب شہید ہوتے تھے تو کہتے تھے: فزت برب الکعبة، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا، خنجر لگتا، تلوار لگتی شہادت کے وقت، تو اس وقت یہ کلمہ زبان سے نکلتا تھا: فزت برب الکعبة، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت خالد ابن الولید سیف من سیوف اللہ کہلاتے ہیں، اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار، کتنی جنگوں میں گئے، لیکن انتقال ہوا گھر پر، شہادت کی موت نصیب نہیں ہوئی، مقدر کی بات ہوتی ہے، تو انہوں نے انتقال کے وقت اپنے ساتھیوں سے یہ بات کہی کہ خالد کتنی جنگوں میں گیا کہ اللہ سے ملاقات اور شہادت کی موت نصیب ہو جائے، اب عورتوں کی طرح بستر پر ایڑیاں رگڑتے ہوئے مر رہا ہے، اللہ کی راہ میں تجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی، تو یہ تھا ان کا شوق شہادت۔ اقبال نے کہا ہے:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

کتنی جنگوں میں جاتے تھے اللہ سے ملاقات کے شوق میں، کیسے میری جان اللہ کی راہ میں چلی جائے، اللہ کے حضور مجھے شہادت نصیب ہو جائے، یہ ہوتا تھا۔

کشادِ درِ دل، سمجھتے ہیں اس کو
شہادت نہیں موت، ان کی نظر میں
دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اس اللہ سے آشنائی ہو جائے، اس سے محبت ہو جائے تو کسی سے دل نہیں لگتا، اس کی بے چینی رہتی ہے کہ کیسے اللہ سے ملاقات ہو، ہاں یہ بات صحیح ہے کہ خوف اپنے اعمال سے ہو، آدمی کو خوف و امید کے درمیان رہنا چاہئے، یہ بات اللہ کے نبی ﷺ نے فرمائی کہ ایمان امید و خوف کے درمیان ہے۔ حضرت عمرؓ جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لو کان بعدی نبیا لکان عمر

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

وہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے، اگر اللہ کی طرف سے اعلان ہو میدان محشر میں کہ سارے لوگ جہنم میں جائیں گے، صرف ایک آدمی جنت میں جائے گا، تو مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ عمر ہوگا جنت میں جانے والا۔ اور اگر یہ اعلان ہونے لگے کہ سارے لوگ جنت میں جائیں گے صرف ایک آدمی جہنم میں جائے گا، تو مجھے اپنے اعمال سے ڈر ہے کہ وہ عمر ہی ہوگا جہنم میں جانے والا۔ تو یہ ایمان امید اور خوف کے درمیان۔

تو مومن کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہونا چاہئے، اور اللہ سے محبت ہونی چاہئے، اور جس سے محبت ہوتی ہے اس سے آدمی ملاقات کی تمنا کیا کرتا ہے، نہ کہ اس سے ڈرے۔ مومن اور ڈر یہ دونوں ایک ساتھ کہاں سے آ گئے؟

ہمارا ایمان ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کو اپنی آنکھوں دیکھے سے زیادہ سچا نہ جانے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا، ایمان اس کا نام ہے کہ یہ لائٹیں جل رہی ہیں، آنکھیں ان کو دیکھ رہی ہیں، یہ جھوٹ ہوسکتا ہے، لیکن اللہ اور اس کے رسول نے جو بات کہہ دی ہے اس میں ذرہ برابر بھی کوئی شک نہیں ہوسکتا، اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، اسی وقت اس کی عمر، اس کی موت اور اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے، پھر بعد میں روح ڈالی جاتی ہے:

اذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون

(جب موت کا وقت آ جائے گا تو ایک لمحہ نہ پہلے ہوسکتا ہے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نہ بعد میں)

اسی طرح جو موت کا بہانہ طے کر دیا گیا ہے، جس میں موت آنی ہے وہ بھی لکھ دیا گیا ہے، جس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے ،اب ایک لمحہ نہ پہلے ہوسکتا ہے نہ ایک لمحہ بعد میں۔اور جب موت آجائے گی تو کہیں بھی چھپ کر اس سے بچا نہیں جاسکتا:

أینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ ،

موت تمہیں آکر پکڑ لے گی چاہے تم محفوظ قلعوں میں ہو

جب موت آجائے گی تو تمہیں وہاں سے بھی لے لے گی ،اور جب موت آتی ہے تو وہ چیزیں جو حفاظت کے لئے ہوتی ہیں،اللہ تعالی ان کو بھی موت کا ذریعہ بنا دیتے ہیں۔

ہمالیہ ڈرگس کمپنی (دہرہ دون)والے تھے،سید فرید صاحب بڑے نیک آدمی تھے ،بہت پرہیز گار، بڑے دین دار،علما نواز ، ڈاکٹر فاروق صاحب کے بھائی۔حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب نور اللہ مرقدہ کا انتقال ہوا تھا،تو وہ تعزیت کے لئے دیو بند آئے تھے۔ان کی گاڑی ایسی تھی جس میں دو بیلون لگے ہوئے تھے،جب اکسیڈنٹ ہو تو وہ دونوں طرف نکل آتے تھے،تا کہ آگے سے سینہ بچ جائے۔فرید صاحب کو ایک دفعہ کڈنیپ کرلیا گیا تھا،اس لئے انہیں سکیورٹی ملی ہوئی تھی، باقاعدہ ایک گارڈ رہتا تھا، جو رائفل لئے ہوتا تھا،تو فاروق صاحب دائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے،اور فرید صاحب بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے،آگے ڈرائیور تھا،ان کی اگلی والی سیٹ پر گارڈ بیٹھا تھا رائفل لئے ہوئے، جو اُن کی حفاظت کے لئے تھا،وہ دہرہ دون واپس جارہے تھے، راستہ میں کوئی شرابی یا کوئی اور تھا جو گھوم رہا تھا، اسے بچانے کے لئے ڈرائیور نے کٹ مارا تو گاڑی درخت سے ٹکرا گئی ، اور دونوں حفاظتی غبارے نکلے،ان غباروں سے گارڈ نے رائفل لگائی ہوئی تھی حفاظت کے لئے،غباروں نے اس رائفل کو پیچھے دھکیلا تو وہ رائفل فرید صاحب کے سر میں گھس گئی ،اسی میں ایک دو دن بعد ان کا انتقال ہو گیا ،اور وہ رائفل اور غبارہ جو اُن کی حفاظت کے لئے بنایا گیا تھا،وہی ان کی موت کا بہانہ ثابت ہوا، جو اللہ نے پہلے ہی لکھ دیا تھا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لتتبعن سنن من قبلکم

تم پہلی قوموں کے طریقوں پر چلو گے یہاں تک کہ وہ گوہ کے سراخ میں جائیں گے تو تم بھی گوہ کے سراخ میں اسی طرح جاؤ گے۔

قرآن نے یہودیوں سے کہا ہے:

قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنّوا الموت ان کنتم صادقین۔ (سورہ جمعہ:۶)

اے یہودیو! اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم اللہ کے محبوب ہو اللہ کے پیارے ہو،اللہ کے یہاں زیادہ مقبول ہو اور کہتے ہو **نحن أبناء اللہ وأحباءہ** ، ہم اللہ کی اولاد ہیں،اور اللہ کے محبوب ہیں،تو موت کی تمنا کر کے دکھاؤ اگر تم سچے ہو

اللہ کے محبوب ہو تو کرو اس سے ملاقات،یہ کیسا مضحکہ خیز عشق ہے جو ڈر رہا ہے،کہ کہیں محبوب سے ملاقات نہ ہو جائے ، دنیا میں کوئی دیکھا ہے ایسا عاشق کہ وہ محبوب سے ملنے سے ڈرتا ہو، جو بھاگا جارہا ہو کہ کہیں محبوب نہ مل جائے۔لوگ محبوب کو دیکھنے کے لئے،محبوب سے ملنے کے لئے تڑپتے ہیں،روتے ہیں،بلکتے ہیں،اللہ ہمارے محبوب ہیں،ان سے ملاقات نہ ہو جائے،موت ان سے ملاقات نہ کرادے۔

ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین (سورہ جمعہ:۷)

اور وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کر سکتے،اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے،اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے

وہ ہرگز ہرگز موت کو محبوب نہیں رکھ سکتے ، کیونکہ کیا ہی نہیں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کچھ ایسا کام، آخرت کو آباد ہی نہیں کیا انھوں نے تو، وہی حال ہمارا بھی ہو گیا ہے، مسلمانوں میں بھی موت سے وہی وحشت اور وہی گھبراہٹ اور اپنے آپ کو ایمان والا کہہ رہا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، تو میں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اللہ کے نبی سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے نبی کیا ہم اس وقت تعداد مین کم ہوں گے، فرمایا تعداد میں کم نہیں ہو گے، لیکن سمندر کے جھاگ کی طرح بے وقعت ہو جاؤ گے۔

وہ جھاگ اتنا بڑا ہوتا ہے لیکن اس میں جان نہیں ہوتی۔ پوچھا: یا نبی اللہ کیوں کیا ہو جائے گا؟ فرمایا کہ گھن اور وھن کا مرض لگ جائے گا۔ پوچھا: وَھن کیا ہوتا ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا: **حب الدنیا و کراھیۃ الموت**، دنیا کی محبت پیدا ہو جائے گی اور موت سے کراہیت پیدا ہو جائے گی۔ مومن کو شوق پیدا ہونا چاہئے، بہت سے لوگ ہوئے ہیں اللہ والے، وہ اسی طرح موت کا اشتیاق رکھتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی کہلاتے ہیں، ان کے ملفوظات ہم پڑھ رہے تھے، ایک دو سال پہلے یہیں پر اعتکاف کے موسم میں، اس میں کتنے فوائد ہیں دلوں کے فائدے کی چیزیں اور نام ہی ایسا رکھا ہے ''فوائد الفواد'' اس میں لکھتے ہیں: جب انھیں پتہ لگ جاتا تھا کہ فلاں آدمی کا انتقال ہو گیا تو ایسے پھڑکنے لگتے تھے، ایسے تڑپ جاتے تھے، جیسے جیل مین کوئی قیدی ہو اور اس کا ساتھی چھوٹ کر چلا جائے، اور اس کی ضمانت نہ ہو، تو اس کا کیا حال ہوتا ہے، وہ تو چلا گیا اپنے محبوب اللہ سے ملنے، اور ہم رہ گئے پھنسے ہوئے، ایسا حال ہوتا تھا، تو یہ محبت مطلوب ہے۔

ایک بات اور سمجھنی چاہئے کہ شریعت میں ہے، الدین یسر، دین آسان ہے، دین آسان اس لئے ہے کہ یہ اختیاری ہے، کوئی حکم ایسا نہیں دیا گیا جو ہمارے اختیار میں نہ ہو، **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**، کسی انسان کو اللہ تعالی نے اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی، جو ہمارے بس میں نہ ہو اس کا کوئی حکم نہیں دیا گیا، جو ہم کر سکتے ہیں اس کا حکم دیا گیا ہے، محبت کا حکم دیا گیا ہے، اس درجہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی جان پر چیز سے زیادہ اللہ محبوب بن جائے، تو یہ محبت ہم پیدا کر سکتے ہیں۔

محبت پیدا کیسے ہوگی؟ محبت پیدا کرنے کے لئے محبت کرنے والوں کے پاس بیٹھا جائے، تین چیزیں وجہ محبت ہوتی ہیں، ایک جمال، ایک کمال، ایک احسان، کسی کا حسن ہو اس پر آدمی فریفتہ ہو جاتا ہے۔ آدمی کسی میں کوئی کمال دیکھتا ہے اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے، کسی کی اچھی آواز ہے، کوئی بہتر گانے والا ہے، یا پھر احسان ہوتا ہے اس کی وجہ سے آدمی محبوب ہو جاتا ہے، ظاہر ہے جاننے والے ہی بتائیں گے کہ اللہ سے زیادہ صاحب کمال کوئی نہیں ہے، ہمیں تو اس کی پہچان اور معرفت نہیں ہے، اللہ کے کمالات کی معرفت جاننے والوں سے پوچھنا پڑے گا، ان کے پاس بیٹھیں گے، یعنی اللہ کے نیک بندوں کے پاس تو پھر

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اسی لئے کہا گیا ہے کہ کسی اللہ والے ولی کی صحبت میں بیٹھنا سو سال طاعت بے ریا سے افضل ہے، اس لئے کہ وہ اللہ سے تعلق جوڑ دیتے ہیں، آدمی ان کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ بڑی بات فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے رئیسوں کے پاس کوئی غریب آدمی بیٹھے گا تو اس کی غربت روز بروز اور بڑھتی چلی جائے گی، جب وہاں جائے گا، دیکھے گا کہ ذرا سی ضرورت پر پانچ سو کا نوٹ، دو ہزار کا نوٹ نکال دیتے ہیں، یا یہ کہ روز گاڑیاں بدلتے ہیں، مکان کو جب چاہے بدل لیتے ہیں، نوکر بدل رہے ہیں، یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں، اسے اپنی غربت کا احساس ہوگا، کہ مجھے پانچ روپیہ خرچ کرنے میں بھی مشکل ہوتی ہے، یہ جہازوں میں پھر رہے ہیں اور ہم بس میں بھی نہیں بیٹھ سکتے، غربت کا احساس یعنی غربت بڑھتی جائے گی، احساس ہی تو غربت ہے، اور یہ اللہ کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نیک بندے ایسے ہیں، جب ان کی صحبت میں آدمی جاتا ہے تو ان کی مایا اور دولت سے مستقل بیٹھنے والا مال دار ہوتا چلا جاتا ہے، ان کی دولت میں کوئی کمی نہیں آتی۔

تو اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں، اللہ کا ذکر کرنے سے محبت بڑھتی ہے، جتنا ذکر کرے گا، جتنا یاد کرے گا، اللہ سے محبت بڑھے گی، اللہ سے محبت ہو جائے گی تو اللہ سے ملاقات کا شوق پیدا ہو جائے گا اور موت کا خوف جاتا رہے گا، مولانا محمد احمد صاحبؒ بڑے بزرگوں میں، بڑے اللہ والوں میں سے تھے، اور اچھے شاعر بھی تھے، وہ یہ شعر سنایا کرتے تھے، وہ بڑے ترنم سے سناتے تھے:

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل رکھ دے
یہ آگ خود نہیں لگتی، لگائی جاتی ہے

اب اگر دل کو جلانا ہے تو کسی جلے ہوئے چراغ کی لو سے اس دل کو لگانا پڑے گا اور پھر محبت پیدا ہو جائے گی۔

اور یہ موت، وقت سے پہلے آ نہیں سکتی، ایک لمحہ بھی وقت سے پہلے جو اللہ کے یہاں سے طے ہے، جب تک وقت نہیں ہوگا موت نہیں آئے گی، اللہ حفاظت فرمائیں گے۔ اور جب وقت آجائے گا تو ایک لمحے لیٹ نہیں ہو سکتی، ہم سب جانتے ہیں کہ اگر موت اپنے وقت سے ٹالی جا سکتی تو بڑے بڑے رئیس اور ارب پتی مرتے ہی نہیں، جو وقت طے ہے اسی طرح ہونا ہے، اور جب وقت طے ہے تو اپنے وقت پر آ کے رہے گی، اس لئے ہمیں اللہ سے محبت کر کے، اس کی ملاقات کا شوق پیدا کرنا چاہیے، تاکہ موت سے خوف وحشت نہ ہو، اپنے گناہوں پر نادم ہو کر، اپنے گناہوں سے توبہ کر لے، اور تیاری کر لے اللہ سے ملاقات کی، ہم سے غلطی ہوگئی ہے کوتاہی ہوگئی ہے، گناہوں سے ڈر لگ رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے علاج بتا دیا ہے۔ اس کے لئے گناہوں سے توبہ کر لے اور اللہ سے مغفرت مانگ لے، اور اللہ توبہ کرنے والے کو محبوب بنا لیتے ہیں، ارشاد باری ہے:

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطهرین

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں، اور پاکی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے یغفر التوابین نہیں فرمایا کہ اللہ معاف کر دیتے ہیں اللہ مغفرت کر دیتے ہیں، بلکہ فرمایا اللہ محبوب بنا لیتے ہیں توبہ کرنے والے کو، اور محبت کرتے ہیں معافی مانگنے والے سے، اس لئے ہم لوگ اللہ سے تعلق پیدا کریں اور یہ جو اللہ سے ملاقات کرنے کی وحشت ہے اس کو دور کریں، ذرا سوچئے ہمارے لئے کتنی بری چیز ہے کہ مومن ہو کر، اللہ سے محبت کا دعوی کر کے، اللہ کی ملاقات سے ڈریں اور موت سے گھبرائیں، مومن ہیں تو بزدلی تو آ ہی نہیں سکتی، بزدلی اور ایمان کہاں ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں، اس لئے ہر آدمی اپنے گناہ سے توبہ کرے، موت کی تیاری کرے، اور اللہ سے ملاقات کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرے، اس کے لئے اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ بیٹھے اور تھوڑی دیر اللہ کا کثرت سے نام لے، اللہ کا نام لے گا تو یہ وحشت اور موت سے جو خوف پیدا ہو گیا ہے یہ ختم ہو جائے گا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وبائی بیماری طاعون میں مرے گا تو شہادت کی موت ہوگی، شہادت کی موت کے لئے اللہ کے نبی ہر وقت دعا مانگتے تھے، آپ کہتے تھے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، ایک روایت میں ہے ستر مرتبہ شہید کیا جاؤں۔ شہادت تو انسان کے لئے مطلوب ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے ایمان کا محاسبہ کریں، اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت پیدا کریں، محبت کے لئے ذرائع اختیار کرنے پڑیں گے، جو محبت دل میں پیدا کریں۔ محبت کی کمی کی وجہ سے ہماری یہ کیفیت ہے کہ ہمارا ایمان بے جان ہے، ہم اپنے ایمان میں جان پیدا کریں، اللہ سے تعلق پیدا کریں۔

اللہ تعالیٰ شوق لقاء نصیب فرمائے ۔ آمین

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مظلومینِ غزہ اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بیت المقدس وہ مقدس مقام ہے جو مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے یکساں طور پر متبرک ہے، یہیں معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالا کا سفر کرایا گیا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد سولہ ماہ سے زیادہ عرصہ تک اسی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی، اس لئے یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے کچھ عرصہ بعد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے بیت المقدس کی بھی تعمیر فرمائی تھی، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام اور کتنے ہی انبیاء کرام کی حیات طیبہ اس مبارک مقام سے متعلق رہی ہے، شہر بیت المقدس کے قرب وجوار میں بھی مختلف علاقے ہیں، جو مختلف پیغمبروں سے منسوب ہیں، اسی لئے اسلام کی نگاہ میں اس شہر اور اس مسجد کی خاص اہمیت ہے۔

ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ حشر ونشر کی سر زمین ہے، یہاں آؤ اور نماز ادا کرو کہ اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز ادا کرنے کے برابر ہے، ان صحابیؓ نے استفسار کیا: اگر میرے اندر وہاں تک جانے کی استطاعت نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کم سے کم تیل کا ہدیہ ہی بھیج دو، جو وہاں چراغ میں کام آئے، (ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۰۴۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائی، اس میں ایک دعاء ایسی حکومت کی تھی جو آپ کے بعد کسی کو میسر نہ آئے اور اس میں ایک دعا یہ بھی تھی کہ جو اس مسجد میں صرف نماز کے لئے آئے، تو اس کے گناہ اس طرح معاف ہو جائیں کہ گویا وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعاؤں میں سے دو تو مقبول ہو ہی گئی اور مجھے امید ہے کہ یہ تیسری دعاء جو مغفرت سے متعلق تھی، وہ بھی مقبول ہوگئی ہوگی (ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۴۰۶) اور یہ روایت تو حدیث کی متعدد کتابوں میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاص طور پر تین ہی مسجدوں کے لئے سفر کرنا درست ہے، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ (ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۴۰۸-۱۴۰۷) اس لئے مسلمانوں کو اس مقدس اور متبرک مقام سے ہمیشہ قلبی اور جذباتی تعلق رہا ہے۔

اسلام سے پہلے یہ شہر بار بار تخت وتاراج کیا جاتا رہا، خاص کر چھٹی صدی قبل مسیح بابل کے حکمراں بخت نصر نے اس شہر اور اس کے مقدس مقامات کی جس طرح اینٹ سے اینٹ بجائی اور ایک لاکھ یہودیوں کو قید کر کے بابل لے گیا، وہ تاریخ کے اہم واقعات میں سے ایک ہے، یہودی جو اپنے آپ کو اس شہر کا اصل وارث سمجھتے ہیں، صرف تہتر ۷۳ سال ہی اس شہر پر برسر اقتدار رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۶۳۶ء میں بیت المقدس کا علاقہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا، مسلمان چاہتے تھے کہ شہر میں خوں ریزی نہ ہو اور صلح کی صورت نکل آئے، عیسائیوں نے یہ شرط لگائی کہ خلیفۃ المسلمین خود آکر دستاویز پر دستخط کریں، حضرت عمر رضی اللہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عنہ نے اسے قبول فرمالیا اور مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر رجب ۱۶ھ میں بیت المقدس تشریف لائے ، بیت المقدس سے پہلے ہی ' جابیہ' نامی مقام پر اسلامی لشکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا، وہیں عیسائی رہنما بھی آ گئے اور معاہدہ صلح کی تحریر عمل میں آئی ، اس معاہدہ کے تحت عیسائی باشندوں کی جان ومال، مذہبی مقامات، حضرت مسیح کی مورتیوں وغیرہ کی حفاظت کی ضمانت دی گئی؛ بلکہ عیسائی یہودیوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے تھے ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی اس خواہش کو بھی قبول فرمایا اور یہودیوں کی الگ آبادی بنائی گئی۔

اس کے بعد سے یہاں برابر مسلمان حکمراں رہے، یہاں تک کہ گیارہویں صدی عیسوی میں صلیبی جنگیں شروع ہوئیں اور شعبان ۴۹۲ھ کو عیسائی دوبارہ فاتحانہ بیت المقدس میں داخل ہوئے ، انھوں نے شہر میں ایسا قتل عام مچایا کہ بچے ، بوڑھے ، جوان اور مرد وعورت کو بلا امتیاز تہہ تیغ کیا گیا، شہر میں لاشوں کے انبار لگ گئے ، خود مغربی مؤرخین نے اس خوں آشامی کا اعتراف کیا ہے ، کہا جاتا ہے کہ صرف ایک دن میں شہر اور اس کے مضافات میں ستر ہزار افراد شہید کئے گئے ، یہ سفاکانہ رویہ ٹھیک اس کے برعکس تھا، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمان فاتحین نے عیسائیوں کے ساتھ روا رکھا تھا، سقوط بیت المقدس کے اس واقعہ نے پورے عالم اسلام کو بے چین اور بے سکون کر کے رکھ دیا ، یہاں تک کہ ۱۱۶۹ء میں سلطان نورالدین زنگی جیسے خدا ترس بادشاہ کے ایک کمانڈر مجاہد اسلام سلطان صلاح الدین ایوبیؒ مصر کے تخت اقتدار پر جلوہ افروز ہوئے اور شام کے علاقے فتح کرتے ہوئے ۱۱۸۷ء میں بیت المقدس کو فتح کیا، صلاح الدین ایوبیؒ نے احسان فراموش عیسائیوں کے ساتھ ایسی رحم دلی کا سلوک کیا کہ تاریخ میں اس کی مثال کم ملے گی؛ چنانچہ خود عیسائی دنیا (جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا تھی) پر اس کا گہرا اثر پڑا، آخر اکیانوے (۹۱) سال کے بعد قبۃ الصخرہ پر لگائی گئی سنہری صلیب اتاری گئی اور اس کی جگہ ہلال نصب کیا گیا، جب ہی سے 'ہلال' مسلم ملکوں کا شعار سمجھا جانے لگا، یہ اکیانوے سال مسلمانوں کے لئے ایسا تکلیف دہ اور غم انگیز عرصہ تھا کہ پورے عالم اسلام کی آنکھیں بے سکون اور دل بے قرار تھے۔

خلافت عثمانیہ ترکی کے دور میں ہی یہودیوں نے سازشیں بنی شروع کردی تھیں ؛ لیکن خلیفہ نے کسی قیمت پر یہودیوں کو فلسطین میں زمین خریدنے کی اجازت نہیں دی ، بالآخر مغربی سازشوں سے خلافت عثمانیہ کا سقوط ہوا اور ۱۹۴۸ء میں عالم اسلام کے قلب میں اسرائیل کا خنجر گھونپ دیا گیا، یہ زخم بڑھتا رہا، یہاں تک کہ ۱۹۶۷ء میں مسلمانوں کا قبلہ اول ان کے ہاتھوں سے جاتا رہا، میرے خیال میں پہلی صلیبی جنگ کی شکست اور خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد مسلمانوں کے لئے یہ سب سے بڑا حادثہ اور سب سے اندوہ ناک سانحہ تھا، کہ اگر اس واقعہ پر آسمان خون کے آنسو بہاتا اور زمین کا سینہ شق ہوجاتا تو بھی باعث تعجب نہ تھا؛ لیکن آہ! ہم مسلمانوں کی بے حسی اور بے شعوری کہ ہماری نسلوں نے تو اس واقعہ کو بھی اپنے صفحۂ دل سے مٹا دیا ہے اور مسلمان حکومتوں بالخصوص عرب حکمرانوں نے اس مقدس امانت کو سونے کے طشت میں سجا کر صہیونیوں کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، اگر مسلمان عوام کی دینی حمیت آڑے نہ آتی اور حماس کے مجاہدین نہ اٹھ کھڑے ہوتے تو شاید فلسطین صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہوتا۔

اگر مسلمان اپنی صفوں میں وحدت کا ثبوت دیتے اور عالم اسلام ٹکریوں میں بٹ نہ گیا ہوتا، قومی تعصب اور علاقائیت کے غیر اسلامی نعروں نے عرب دنیا کو چھوٹی چھوٹی مملکتوں کی صورت میں بانٹ نہ دیا ہوتا، تو آج مسلمان اس رسوا کن صورت حال سے دوچار نہ ہوتے ؛ بلکہ وہی اس سرزمین کی قسمت کے مالک ہوتے ، انسان کی طلب اور اس کی تڑپ کے اعتبار سے نصرت الٰہی متوجہ ہوتی ہے ، جب انسان کا دل سچی طلب سے خالی ہو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اورخدا کے بجائے ظاہری وفانی سہاروں پر انسان نے انحصار کر رکھا ہو، تو ان کے ساتھ کیوں کر خدا کی مدد ہوسکتی ہے؟ پہلے تو عرب ممالک پر قومیت کا ایسا نشہ مسلط ہوا کہ عرب زعماء اللہ کے نام کے بجائے عرب قومیت کے نام سے اپنے خطبے کا آغاز کرتے تھے اور مذہب کے بجائے خالص قومی مسئلہ کی حیثیت سے اس مسئلہ کو پیش کرتے تھے اور اب معاشی ترقی کے بت نے ان کو اپنا اسیر بنالیا ہے اور وہ مذہبی غیرت پر معاشی مفادات اور سیاسی فوائد کو ترجیح دے رہے ہیں۔

اس وقت غزہ کے نہتے اور محصور لوگوں پر ظلم کے جو پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں، وہ درندوں کو بھی شرمندہ کرنے والا ہے، اگرچہ اس میں معصوم بچوں، عورتوں اور بہت سے نہتے لوگوں کی جانیں جارہی ہیں اور اسلام دشمن طاقتیں شادیانے بجارہی ہیں؛ لیکن حقیقت میں یہ فلسطین کے مظلوموں کی فتح ہے، اس جنگ نے اسرائیل کی درندگی اور لاقانونیت کو پوری طرح واضح کردیا ہے، اس جنگ نے واضح کردیا ہے کہ اسرائیل ناقابل تسخیر نہیں ہے، کسی کو باندھ کر اس کو ظلم کا نشانہ بنانا بہادری نہیں بزدلی نہیں ہے، اس جنگ کے نتیجہ میں فلسطینی مسلمانوں کے اندر جو جذبۂ قربانی پیدا ہوا ہے اور جس شوق کے ساتھ مسکراتے ہوئے وہ جام شہادت نوش کررہے ہیں، وہ عہد صحابہ کی یاد تازہ کررہا ہے اور یہ فلسطینیوں کی اخلاقی فتح ہے، پوری دنیا کے مسلمانوں پر استطاعت کے مطابق ان مظلوم بھائیوں کی مدد کرنا واجب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جو مسلمان اپنے ان مظلوم اور نہتے بھائیوں کی اخلاقی مدد کرنے کے سوا کچھ اور نہیں کرسکتے، انھیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک اصول بیان فرمادیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی برائی کو دیکھے تو اول اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے روکے، یعنی دل سے برا سمجھے، اور دل میں یہ ارادہ رکھے کہ اللہ تعالی جب بھی قدرت دیں گے، وہ اسے روکنے کی کوشش کرے گا (ابوداؤد، حدیث نمبر:۴۳۴۰) ظلم وجور سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں، یہ تو دنیا میں شرک سے بھی بڑھ کر ہے؛ کیوں کہ دنیوی احکام کی حد تک شرک کو گوارا کیا جاسکتا ہے؛ لیکن ظلم ایسی برائی ہے، کہ وہ کسی طور پر قابل قبول نہیں، کفر ایسا جرم نہیں کہ جو شخص پہلے سے اس عقیدہ پر ہو، اسے قتل کرنا جائز ہو؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی کا مال لے لے، کسی کی عزت وآبرو پر حملہ آور ہو، یا کسی کو قتل کردے تو وہ ضرور لائقِ سزا ہے، پس ظلم سب سے بڑی برائی ہے اور اپنی طاقت وصلاحیت بھر اس کی مخالفت واجب ہے!

مخالفت اور ناراضگی کے اظہار کا ایک طریقہ ترک تعلق بھی ہے اور ظالموں کے ساتھ ترک تعلق کی تعلیم خود قرآن مجید نے دی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

اے ایمان والو! یہود ونصاری کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست رکھے گا، وہ ان ہی میں سے ہوگا، بے شک اللہ ظلم شعار لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔ (المائدۃ:۵۱)

اس آیت میں ایک جامع لفظ ''دوست نہ بنانے'' کا استعمال کیا گیا ہے، یہ ایک معنی خیز تعبیر ہے، جس میں قلب ونگاہ کی محبت، فکر ونظر کا تاثر، سماجی زندگی کی مماثلت اور مالی معاملات و تعلقات سب شامل ہیں، یہ کوئی شدت پر مبنی حکم نہیں ہے: بلکہ ظلم کے خلاف ناراضگی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، اس آیت کے اخیر میں ظالموں کا تذکرہ کرکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ جو یہود ونصاری یا کوئی اور غیر مسلم ظلم وجور پر کمربستہ ہوں، مسلمانوں کے لئے اپنی طاقت وقدرت کے مطابق ان سے بے تعلقی برتنا واجب ہے۔

اللہ تعالی نے ایک اور موقع پر اس حکم کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے :

بے شک اللہ تم لوگوں کو ان لوگوں سے تعلق رکھنے سے منع کرتے ہیں، جنھوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی، تم کو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور جو ان سے تعلق رکھیں، وہ بھی ظالم ہیں۔(الممتحنۃ:۹)

گھروں سے نکالنا محض دین کی بناء پر آمادۂ قتل وقتال ہونا اور جو لوگ مسلمانوں کے شہروں اور آبادیوں کو ویران کرنے پر تلے ہوئے ہوں، ان کو مدد پہنچانا، یہ وہ اوصاف ہیں جن کے حامل بدطینت یہودیوں سے بے تعلقی برتنے کا حکم دیا گیا ہے، غور کیجئے کہ کیا آج اسرائیل سے بڑھ کر کوئی اس کا مصداق ہے؟ جو آئے دن بے قصور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کرتا ہے اور جس نے لاکھوں فلسطینیوں کو اپنے مادر وطن میں رہنے کے حق سے بھی محروم کر دیا ہے، قرآن نے جن یہود ونصاریٰ سے بے تعلق ہونے اور رشتۂ محبت کاٹ لینے کا حکم دیا ہے، اسرائیل اور اس کی حامی وناصر طاقتوں میں ان میں سے کون سی بات نہیں پائی جاتی؟

لیکن جو غیر مسلم بھائی امن وانصاف کے اصولوں پر قائم ہیں، ان کے ساتھ بہتر سلوک ہمارا فریضہ ہے:

اللہ تعالیٰ تمہیں ان (غیر مسلموں) کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف سے نہیں روکتا، جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہ کی ہو اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا ہو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔(**الممتحنۃ**:۸)

جو غیر مسلم بھائی انصاف کی روش پر قائم ہوں، وہ ہمارے انسانی بھائی ہیں اور ہمارے برادرانہ سلوک اور حسن اخلاق کے مستحق ہیں ان کے ساتھ زیادتی کسی طور جائز نہیں، بے تعلقی کا حکم ان لوگوں سے ہے، جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جارحانہ اور نامنصفانہ روش اختیار کر رکھی ہو، اسرائیل کے اس ظلم کا نشانہ صرف فلسطینی نہیں ہیں، بلکہ ان کا اصل نشانہ اسلام ہے، قرآن نے یہود ونصاریٰ کی نفسیات اور ان کے اندرونی جذبات کی خوب ترجمانی کی ہے اور یہ بات جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مبنی بر واقعہ تھی، اسی قدر آج بھی ہے کہ:

یہود ونصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی ہو ہی نہیں سکتے، جب تک آپ ان کے دین کے پیرو نہ ہو جائیں، آپ کہہ دیجئے کہ ہدایت تو وہ ہے جو اللہ کی ہے، اگر آپ علم حاصل ہونے کے بعد بھی ان کی خواہشات کی پیروی کرنے لگیں تو آپ کے لئے اللہ کے مقابلہ کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا۔(**البقرۃ**:۱۲۰)

قرآن نے اس میں یہود ونصاریٰ کے اندرونی جذبات کو کھول کر رکھ دیا ہے اور خلافت عثمانیہ کے سقوط سے اب تک عالم اسلام میں جو جنگیں ہوئی ہیں، وہ سب اس کے واضح شواہد ہیں، اس لئے جب تک مسلمان اپنے مذہبی تشخصات اور اپنے ثقافتی امتیازات کو خیر باد نہ کہہ دیں اور پوری طرح مغربی فکر اور مغربی ثقافت کے سامنے جبینِ تسلیم خم نہ کر دیں، ان کی تشفی نہیں ہوسکتی اور ان شا اللہ مسلمان کبھی اس کے لئے تیار نہیں ہوں گے اس لئے کہ وہ دین کے لئے سب کچھ کھونے کو "پانا" اور اللہ کی راہ میں رگِ گلو کٹانے کو "جینا" تصور کرتے ہیں اور یہ ان کے ایمان و عقیدہ کا حصہ ہے!

اس پس منظر میں ہم مسلمانانِ ہند قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ ملک کی رائے عامہ کو حقیقت پسند بنائیں اور انھیں حقیقی صورتِ حال کا ادراک کرنے میں مدد دیں، منصف مزاج ہندو بھائیوں (جن کی آج بھی اس ملک میں اکثریت ہے) کو ساتھ لے کر حکومت ہند سے خواہش کریں کہ وہ اپنی ناوابستہ پالیسی پر قائم رہے اور اسرائیل کی حمایت سے باز رہے، وہ ظالم اور مظلوم کو ایک پلڑے میں نہ رکھے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم اسرائیلی کمپنیوں کی تجارتی اشیاء کا بائیکاٹ کریں کہ یہ بھی منکر پر ناراضگی کے اظہار اور ظالم سے بے تعلقی برتنے کا ایک مؤثر طریقہ ہے، اور شرعاً بہ حیثیت مسلمان ہم اس بات کے مکلّف ہیں کہ اس سلسلہ میں جو طریقہ اختیار کرنا ہمارے لئے ممکن ہو، ہم اس سے دریغ نہ کریں، یہ انسانی فریضہ ہے، یہ شرعی ذمہ داری ہے، حمیت ایمانی اور غیرت اسلامی للکار کر ہم سے پوچھ رہی ہے کہ کیا ہم اس کے لئے بھی تیار نہیں ہیں؟؟

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

جناب عبداللہ ملا سے ایک ملاقات

پیشکش: احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبد اللہ ملا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: مہاراج جی! بڑی خوشی ہورہی ہے آپ سے ملاقات کرکے، یہ بتاتے ہوئے کہ آپ کی سچے دل سے اپنے رب کی تلاش کی کہانی آپ سے سن کر اسے لوگوں کو سنانے کا موقع ملے گا، ابی نے کہا ہے میں آپ کی اپنے سچے مالک کو تلاش کرنے کی کہانی معلوم کرکے لکھوں، اور ہمارے یہاں سے ایک اردو پتریکا (میگزین) ارمغان کے نام سے نکلتی ہے، اس میں اس کو شائع کیا جائے۔

ج: جی مولانا احمد صاحب میرے لئے سوبھاگیہ (خوش قسمتی) کی بات ہے کہ میں اس شرنکھلا (سیریز) کا حصہ بنوں۔ میں نے بھی کئی لوگوں سے یہاں پھلت میں سنا ہے کہ بہت سے لوگوں کے انٹرویو اس میں چھپ کر کتاب کی صورت میں اس کے 10 یا 11 انک (جلدیں) چھپ چکے ہیں، میری آپ سے ونتی (عاجزانہ درخواست) ہے کہ آپ مجھے اب مہاراج وہاراج نہ بولیں، ہاں ملا جی، صوفی جی کچھ کہیں گے تو مجھے اچھا لگے گا۔

س: صرف زبان بدلنے سے کیا ہوتا ہے، زبانیں تو قرآن نے کہا ہے، سب اللہ کی نشانیاں ہیں؟

ج: اصل میں بیس پچیس دن کی اسلامی زندگی کے بعد میرے رب کے کرم سے میری سمجھ میں آگیا ہے کہ اب سے پہلے ۳۲؍سال تک میرا اپنے پربھو اور اپنے رب کو تلاش کا راستہ ہی غلط تھا، وہ شرک کا راستہ ہونے کی وجہ سے مالک کو تلاش کرنے کا راستہ نہیں تھا، بلکہ اپنے سوامی اپنے رب سے دور جانے کا راستہ تھا اور میں الٹی طرف سفر کررہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۳۲؍سال میں میں نے اپنی زندگی کا سب سے اچھا زمانہ کھویا ہے، نہ کہ کچھ میں نے پایا ہے، اور انسان کا مزاج مالک نے یہ بنایا ہے کہ جس راستہ میں اسے نقصان ہو اور زندگی کے وہ دن جن میں وہ کچھ کھوتا ہے اسے بھولنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس زمانہ کی شبداولی (الفاظ و اصطلاحات) کو بھی میں یاد نہیں کرنا چاہتا۔

س: اچھا جی ٹھیک ہے، چلئے صوفی عبد اللہ صاحب، یا عبداللہ ملا صاحب، بتایئے آپ کو کیاں کہوں؟

ج: صوفی اور ملا میں کیا فرق ہے؟

س: اصل میں اپنے رب سے تعلق پیدا کرنے اور انتر آتما کو پاک وصاف کرنے کے لئے بزرگوں نے جاپ (ذکر) دھیان (مراقبہ) وغیرہ کے ذریعہ محنت کرکے اس تک پہنچنے کے لئے ایک باقاعدہ نصاب اور فن تیار کردیا ہے، اس کو تصوف کہتے ہیں، اس راہ پر چلنے اور مالک کا بننے کی کوشش کرنے والے کو صوفی کہتے ہیں، ملاّ ایک زمانے میں جو دینی علوم میں کمال پیدا کرتے تھے بڑے عالموں کو کہتے تھے، مگر اب تو جو ذرا بھی ویش بھوسا (لباس) میں پکا مسلمان دکھائی دینے لگے، اسے ملا کہتے ہیں؟

ج: جی جی! میں تو ابھی اس لائن کا ابتدائی بچہ ہوں، بس بھیس بدلا ہے، ابھی آپ ملا ہی بولئے۔ مالک کرپا کرکے احسان کریں گے تو صوفی جی بھی بن جائیں گے، اور ہوسکتا ہے مالک پرانے زمانے کے ملاؤں کے ساتھ بھی ملادیں اور مجھے اسلام کا گہرا علم بھی دے دیں۔ آج جس مالک نے مجھ جیسے دکھیا کو دین تک پہنچایا ہے، یہ ان کے لئے کیا مشکل ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

س: اچھا اب آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

ج: میرا جنم ۱۱؍جولائی ۱۹۶۲ء کو مغل سرائے ضلع کے ایک قصبہ میں ایک برہمن خاندان میں ہوا، میرے پتاجی وہاں کے بڑے زمین دار پڑھے لکھے پریوار سے تھے، خود بھی ایک جونیر ہائی اسکول میں پرنسپل تھے، میرا نام انھوں نے اُدے ویر رکھا۔

میرے پتا کی شادی کے بعد بیس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی، بہت علاج بھی کرائے، سادھوسنتوں کے پاس آشیرواد کے لئے بھی گئے، کسی نے ان کو بتایا کہ وہ تروپتی مندر جا کر چڑھاوا چڑھائیں، وہاں پر سونا چڑھایا جاتا ہے، وہ پانچ تولہ سونا لے کر وہاں گئے، وہاں ایک بابا ملے، انھوں نے کہا کہ ہم آشیرواد دیتے ہیں، تمہارے یہاں جو اولاد ہوگی تو پہلے جو بیٹا ہوگا اسے دان کرکے تم سادھو بنانا، انہوں نے وعدہ کرلیا اس کے بعد علاج کراتے رہے، بنارس کے ایک حکیم صاحب کا علاج کرایا تو مالک نے امید بندھائی اور شادی کے پچیس سال بعد میں پیدا ہوا۔اس کے بعد ایک کے بعد ایک چار بھائی ہمارے ماتا پتا کو مالک نے دیئے۔

پتاجی بات کے بہت پکے اور دھرم کی باتوں میں بڑا وشواش رکھتے تھے۔میں چھ سال کا ہوا تو مجھے لے کر تروپتی گئے، وہ بابا تو شاید نہیں ملے، وہاں کے دوسرے بابا سے انہوں نے مجھے مندر میں رکھنے کو کہا۔انہوں نے کہا بچہ ابھی چھوٹا ہے، ذرا بڑا ہوجائے تو بعد میں اسے چھوڑ دینا۔

پھر جب میری عمر دس سال کی ہوئی تو میرے پتاجی مجھے لے کر پھر تروپتی گئے، میں بہت منع کرتا رہا، میں یہاں نہیں رہ سکتا مگر پتاجی مجھے روتا چھوڑ کر وہاں دے کر چلے آئے، مجھے گھر کی بہت یاد آتی تھی، میں ہر وقت روتا تھا، باباجی میرے رونے سے تنگ آگئے۔اتفاق سے بنارس کے کچھ لوگ وہاں آئے تو بابا نے مجھے ان کے ساتھ مغل سرائے میرے گھر بھیج دیا۔

اس کی وجہ سے میرے پتاجی بہت ناراض ہوئے، مجھ سے بولتے بھی نہیں تھے، اسکول میں لے جاکر داخلہ بھی بھیّا نے کرایا، میں نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا، بعد میں پتاجی سے خوشامد کرتا رہا کہ میں پڑھ لکھ کر سادھو ہی بنوں گا، پھر بی ایچ یو میں بی اے اور بعد میں سنسکرت میں ایم اے کیا۔چار پانچ سال ہمارے خاندان کے لئے بڑے دکھ کے رہے، ماتا پتا دونوں کا دیہانت (انتقال) ہوگیا، میرے پتاجی کی ٹیوب لائٹ بنانے کی ایک فیکٹری تھی، اس میں آگ لگ گئی، دولوگ بھی جل کر مرگئے اور وہ بند کرنی پڑی۔گھر کے سب لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ میرے تروپتی سے واپس آنے کا شراپ (نحوست) ہے، میرے دل میں بھی کچھ اسی طرح کی بات آتی تھی، اور روز کوئی نہ کوئی آفت آتی تھی، مجبور ہوکر میں نے تروپتی جانے کا فیصلہ کیا، میں نے سامان اور کپڑے وغیرہ پیک کئے اور تروپتی کا سفر کیا، وہاں کے بڑے بابا سے ملاقات کی، راج تلک راؤجی مہاراج ان کا نام تھا، وہ میرے فیصلہ سے بہت خوش ہوئے، ایک روم مجھے رہنے کے لئے دیا، اور کچھ جاپ اور آسن بتا کر یوگ شروع کرایا، مگر مجھے وہاں کی آب و ہوا راس نہیں آئی، روز روز میری صحت خراب ہوتی گئی، چھ مہینے میں میرا دس کلو وزن کم ہوگیا، کھانا پینا بند سا ہوگیا، مجبورا مہاراج نے مجھے ایودھیا میں ہنومان اکھاڑے میں اپنے ایک ششیہ (شاگرد) کے پاس بھیج دیا، میں وہاں آیا، یہاں آکر میری صحت تو اچھی ہوگئی، مگر میری سیوا کی وجہ سے گروجی مجھ سے محبت کرنے لگے، تو وہاں کے دوسرے سادھوؤں کو مجھ سے جلن ہونے لگی، اور بات اتنی بڑھی کہ وہ میری جان کے پیچھے پڑگئے، میں اپنی جان بچا کر بنارس آگیا اور وہاں پر ایک کے بعد ایک چھ آشرموں میں رہا، مگر پتہ نہیں ایک دوسال بعد میرے لئے کوئی مشکل ہوجاتی تھی۔

اب سے دس سال پہلے میں گیتا دھام میں رہ رہا تھا، سیوا کرنے کا میرا شروع سے مزاج تھا مگر یہ میری کمزوری تھی کہ جھوٹ اور پاکھنڈ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا تھا، میں فورا بول

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دیتا، اور یہ سچ بولنا، جھوٹ پر جھوٹ، اور دھرم کے نام پر دھوکہ دینا میرے لئے ہمیشہ مصیبت بنا رہا، آشرم کے ایک سادھو نے خود بابا جی کی چوری کرکے ایک لاکھ روپئے اور کچھ گہنوں کی چوری کا مجھ پر الزام لگادیا، یہاں تک کہ تھانے میں ایف آئی آر بھی کروادی۔ پولیس مجھے لے گئی اور میرے ساتھ بہت زیادتی کی، اس گھٹنا (واقعہ) میں دھرم اور دھارمک ماحول سے میری آستھا اٹھ گئی، اور میں بہت بددل ہوگیا، باباجی کو بھی اندازہ ہوگیا کہ یہ الزام جھوٹا ہے، انھوں نے مجھے منانے کی بھی کوشش کی، مگر میں نے یہ کپڑے اتار دیئے، اور بازار سے جاکر پینٹ شرٹ خریدا اور گھر جانے کے لئے بس اڈہ پہنچ گیا، وہاں مجھے ایک باباجی ملے، جو پریاگ مٹھ میں ایک بڑا آشرم چلاتے تھے، میں نے ان سے کچھ سخت سوالات کئے، تو وہ چکرا گئے، اور بہت ناراض ہوئے، بعد میں جب میں نے اپنی پوری کہانی سنائی تو انہوں نے مجھے گلے لگالیا، اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا، اور کہا کہ ہم تمہیں مکتی منتر سکھائیں گے، تو میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوگیا۔

س: اس دوران آپ کا گھر والوں سے رابطہ رہا؟

ج: بہت کم، جو فون نمبر پرانے تھے وہ بدل گئے، میرے سب سے چھوٹے بھائی مجھ سے زیادہ محبت کرتے تھے، وہ مجھ سے ملنے جہاں میں رہا، ملنے آتے رہے۔

س: تو آپ الہ آباد پہنچ گئے؟

ج: جی میں وہاں پر گیا، اوران بابا جی کا نام ریوتی شرن داس تھا، ان کا آشرم ان کے گرو نے بنوایا تھا، جو رام داس آشرم کے نام سے تھا، میں وہاں پر تین سال رہا، باباجی نے مجھے کچھ جاپ اور تپ کروائے، میری انترآتما ہر جگہ کی طرح یہاں بھی مجھے کہتی کہ یہ راستہ تیری منزل سے الٹی طرف جاتا ہے، جب راستہ ہی غلط ہے تو منزل کیسے مل سکتی ہے، باباجی نے چھ ماہ ایک ٹانگ پر کھڑا کرکے تپسیا کرائی، میرا جسم سوکھ گیا مگر کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

ہاں اس محنت اور مشکل تپسیا سے یہ بات ضرور ہوئی کہ مجھے اپنے سوامی اور مالک کو پانے کی پیاس بہت بڑھ گئی، بس دل کے اندر ایک ہوس سی تھی، اور وہ بڑھتی رہی، مگر مجھے یہ لگتا تھا کہ دھرم کے نام پر آشرم، پیٹھ اور مٹھ بنانے میں لوگ بس دوکانیں چلا رہے ہیں، ان کے پاس خود راستہ نہیں ہے، ایک کے بعد ایک الہ آباد میں سنگم کے سارے بڑے بڑے آشرموں اور وہاں کے گروؤں کو سمجھنے کی میں نے کوشش کی، مگر صرف بے چینی دل کی ہاتھ آئی۔

س: آپ جہاں سے آخر میں آئے ہیں، اس وقت کس آشرم میں تھے؟

ج: جی میں بتا رہا ہوں، میں اپنے مالک اور سوامی کی تلاش میں بے چین چاروں طرف ٹکریں مار رہا تھا، کسی نے کہا ذرا آبادی سے ہٹ کر ممبئی کے ایک بڑے سیٹھ نے اربوں روپئے کا کاروبار چھوڑ کر ایک اَناتھ آشرم اور سرو دھرم ملنگ مٹھ بنایا ہے، میں وہاں گیا، ان کی جیون کہانی سنی تو دل میں آیا کہ یہ سب کچھ چھوڑ کر آئے ہیں، کم ازکم (موہ) لالچ سے مکت تو ہوں گے ہی، میں نے اپنی جیون کہانی انہیں سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے، اور انھوں نے بھی وہاں رہنے کے لئے زور دیا، میں رک گیا، مجھے یہ تو لگا کہ وہ سچی آستھا کے ساتھ سب کچھ چھوڑ کر آئے ہیں، مگر نمک کی کان میں جو گیا نمک بن جاتا ہے، دنیا کا موہ تو ان کو نہیں تھا، دولت کا لالچ نہیں تھا، مگر میں نے محسوس کیا کہ نام کا لالچ ان کو بھی بہت ہے، ذرا اخبار میں ان کا نام آجاتا تو بہت خوش ہوتے، اس کی فائلیں بنا کر رکھتے، کوئی منتری آتا تو اس کے ساتھ ویڈیو بنواتے، یہ دیکھ کر میرا دل بہت ٹوٹ گیا، اربوں روپئے کا کاروبار تیاگ کر آنے والا بھی بس یہاں تک پہنچا، ابھی ایک سال پہلے ان کا بھی دیہانت (انتقال) ہوگیا ہے۔

اس کے بعد مٹھ کے سب لوگوں نے زور دے کر مجھے آشرم کا ذمہ دار بنادیا، ذمہ دار بن کر میری آتما مجھے اور کچوکے دینے لگی، ابھی تک تو میں ملنگ مٹھ کا سیوک تھا، اب ذمہ دار ہوں، اب پاپ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پن (گناہ اورنیکی) کا میں ہی ذمہ دار ہوں، جب کہ مجھے خود ہی مالک کو پانے کا راستہ معلوم نہیں، اور وہی آتما جو سدیو (ہمیشہ) سچ بولتی ہے، مجھ سے بار بار کہتی، یہ راستہ نہیں منزل ہے، آنے والے شردھالوؤں اور عقیدت مندوں کے ساتھ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے، اور دھوکہ اگر دنیا یا کاروبار کے نام سے ہو تو بھی بہت برا ہے، مگر دھرم کے نام پر دھوکہ تو بہت بڑا ادھرم ہے، میں بہت بے چین رہتا تھا اور پریشان رہتا تھا، میں کبھی کبھی جنگل میں نکل جاتا، گنگا کے کنارے تنہائی میں بیٹھ کر کبھی اپنا سر مٹی میں رکھ کر اپنے مالک سے فریاد کرتا۔ مالک! میں کہاں جاؤں، کیا کروں؟ کیسے آپ کو پاؤں؟ آپ خود میرا مارگ درشن کرو، میں تھک گیا ہوں، اس میں مجھے بڑی شانتی ملتی تھی کہ میں ڈائرکٹ سیدھے اپنے مالک سے سنواد کروں، اور رابطہ کروں۔ تقریبا دو مہینے سے میرا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب بے چین ہوتا تنہائی میں جا کر اپنے مالک سے سیدھے گڑگڑاتا، میری آتما سے آواز آتی، ادے ویر، تجھے تیری منزل ملنے والی ہے۔ اب تجھے سرا ہاتھ آ گیا ہے، اسی راستہ سے تجھے سچ مل جائے گا۔

بعد میں مجھے خیال ہوا کہ جب اس مالک سے سیدھے فریاد کرنی ہے، تو جنگل میں جانے کی کیا ضرورت ہے، اپنے روم میں بھی اس سے بات ہو سکتی ہے، بس کمرہ کا دروازہ بند کر کے اس کے سامنے سجدہ میں پڑا رہتا۔

اس دوران مجھے مسجد کے منارے اور ان سے اذان کی آوازیں سپنوں میں بہت دکھائی دیتی تھیں، میں اذان بہت آستھا کے ساتھ سنتا اور آنکھ کھلتی تو مجھے بہت اچھا لگتا۔

دھرم کے نام پر نفرت، انسانوں کو ستانا، خصوصا ہندو مسلم کے نام دنگوں سے میرا دل بہت دکھتا تھا، میرا دل کہتا تھا کہ سب انسان مالک کی سنتان ہیں، سب کو سکھی سکھی اس کی دھرتی پر رہنے کا حق ہے۔ میں مالک سے اس کی پرارتھنا بھی کرتا کہ ہمارا دیش پریم کا سنگم بنا رہے۔

۲۲/ اپریل کو رات کو سویا تو میں نے سپنے میں دیکھا کہ میں ایک بڑی مسجد میں ہوں، حضرت محمد ﷺ کچھ لوگوں کے ساتھ ایک تخت پر براجمان ہیں، میں جا کر ان کے قدموں میں گر گیا اور رو کر بولا، اے مسلمانوں کے پیغمبر! میں ۳۲/ سال سے اپنے مالک کو تلاش کر رہا ہوں، میرا مارگ درشن کیجئے۔ انھوں نے میری کمر پر پیار سے ہاتھ رکھ کر مجھے اٹھایا اور بہت ہی پریم سے بولے۔ بیٹا میں صرف مسلمانوں کا پیغمبر نہیں ہوں، میں تیرا بھی رسول ہوں، اور سارے سنسار کا رسول ہوں، دیکھ میرے بیٹے! یہ شیش مالک نے صرف اور صرف اپنے آگے جھکانے کے لئے بنایا ہے، کسی اور کے آگے ہرگز مت جھکانا۔ میں دیر تک روتا رہا اور بولا، جب آپ میرے رسول ہیں تو آپ مجھے بتا دیجئے کہ میں اپنے مالک کو کیسے پاؤں؟ مجھے ۳۲/ سال ڈھونڈتے ہو گئے، میری ہڈیاں بھی سوکھنے لگی ہیں، میری آتما مجھ سے کہتی ہے کہ راستہ ہی الٹا ہے، آپ مجھے بتا دیجئے میں کیا کروں؟ پیارے رسول نے اپنے بہت ہی نرم نرم کرکملوں (ہاتھوں) سے میرے آنسو پونچھے اور ان کو چوما اور محبت سے کہا: بیٹا پھلت چلے جاؤ۔ میں نے کہا، میں تو نہیں جانتا کہ پھلت کہاں ہے؟ بولے ضلع مظفر نگر میں۔

یہ بات ہو رہی تھی کہ روڈ پر ایک ٹرک کا ٹائر پھٹا، یا نہ جانے کیا ہوا؟ ایک دھماکہ کی آواز آئی اور میری آنکھ کھل گئی، میں بہت دکھی ہوا کہ ابھی پوری طرح ایڈریس نام وغیرہ بھی نہیں پوچھا، پھلت اگر کوئی بڑا شہر ہو گا تو وہاں کس کے پاس جاؤں گا۔ میں نے دوبارہ سونے کی کوشش کی، مگر نیند نہیں آئی۔ صبح کو دل بہت بے چین تھا، میں نے پھلت کا نام ایک کاغذ پر لکھ لیا کہ بھول نہ جاؤں اور صبح کو سفر کا کچھ سامان لے کر مظفر نگر کے لئے چل پڑا۔

س: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے الہ آباد سے آٹھ سو کلو میٹر مظفر نگر کا سفر پیدل کیا، آپ ٹرین یا بس سے کیوں نہیں آئے؟

ج: ہمارے ملنگ مٹھ میں ایک نئی اسکار پیو ایک صاحب نے دان دی ہے، مگر میری آتما نے کہا کہ ۳۲/ سال تک الٹے راستہ پر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اتنی تپسیائیں کی ہیں، اب سیدھا راستہ ملا ہے، ابھی تک ادھرم یاترائیں اتنی پیدل کی ہیں، تو اب دھرم یاترا بھی پیدل کرنی چاہئے، میں نے جوتے بھی اتار دیئے، کہ اپنے مالک کو پانے جارہا ہوں تو پدیاترا ننگے پاؤں کرنی چاہیے۔

س: اتنی دورتک آپ لگاتار چلتے رہے؟

ج: جی جی، تقریبا میرے پاؤں پر ورم اور تلوؤں میں چھالوں کی وجہ سے کئی بار درمیان میں مجھے رکنا پڑا، سیتاپور میں پٹی کرواکے ایک دن سفر روکنا پڑا کہ خون بہت نکل رہا تھا، اور ایک دن رام پور میں۔ میں ۶ رمئی کو مظفرنگر پہنچ گیا۔

س: آپ مظفرنگر تک آگے نکل گئے، کسی سے راستے میں آپ نے پوچھا نہیں؟

ج: بس گوگل گرو سے فون پر مظفرنگر لگالیا تھا، پھلت کے پاس سے مظفرنگر پہنچا۔ کئی لوگوں سے معلوم کیا، ایک حاجی صاحب بس اڈہ کے باہر ملے، ان سے میں نے پوچھا کہ مظفرنگر میں کوئی ٹاؤن پھلت بھی ہے، انھوں نے بتایا ٹاؤن نہیں، ایک گاؤں ہے پھلت، بزرگوں کی بستی ہے، انھوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو مسلمان بننا ہے؟ میں نے کہا نہیں مجھے مسلمان نہیں بننا ہے، بلکہ مجھے اپنے مالک کو پانا ہے۔

انھوں نے پوچھا کہ تمہیں پھلت کا راستہ کس نے بتایا؟ میں نے اپنا خواب بتایا، وہ میرے پیروں کے زخم دیکھ کر بہت پریشان ہوگئے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میں پیدل آیا ہوں، تو بہت زور دینے لگے کہ آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں، کھانا کھائیں اور آرام کریں، میں اپنی گاڑی سے پہنچادوں گا، وہاں پر لوگ مسلمان ہونے اور اسلام کو جاننے کے لئے جاتے ہیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا، اور پھلت کا راستہ بتانے کے لئے کہا۔ وہ بولے، یہ خواب آپ کسی کو نہیں بتانا، بس حضرت کو ہی بتانا، ایسے خواب ہر ایک کو نہیں بتانا چاہئے، ہمیں ذرا ہمت سی ہوئی۔

پھر مظفرنگر سے واپس ہائی وے سے نہر سے آگے آکر راج بہا سے پھلت کے باہر ایک تالاب کے پاس، ایک مزار اور قبرستان ہے، میں وہاں آکر پڑ گیا، ایک صاحب وہاں آئے، میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت صاحب کے پاس جانا ہے؟ وہ بولے کہ دو حضرت ہیں، کن کے پاس جانا ہے؟ مجھے بڑی الجھن ہوئی کہ اب کیا کروں۔ میں نے مالک سے کہا کہ جب آپ نے مجھے یہاں تک بھیجا ہے، تو آپ خود مجھے حضرت سے ملوادو۔ تھوڑی دیر میں سامنے ایک کار رکی، اس میں سے دو نوجوان نکلے، ایک حضرت کے خاص شاگرد تھے، جن کو دوسرا نوجوان اپنی بہن اور بہنوئی کو دعوت دینے اور اسلام سمجھانے کے لئے قریب کے گاؤں لے کر گیا تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ تلک لگائے ایک بابا جی قبرستان میں سڑک کے کنارے پڑے ہیں۔ شاید ان کا نام ساحل یا سہیل تھا، میرے پاؤں کا حال دیکھ کر بہت دیر تک روتے رہے، انھوں نے کہا سامنے حضرت کی خانقاہ ہے، آپ وہاں چل کر آرام کریں۔ میں نے کہا، حضرت مجھے خود بلالیں گے، میں نے اپنے مالک سے کہا ہے۔ وہ بولے، ہمیں بھیجا تو ہے، حضرت ایک مہینے کے لئے مسجد میں ہیں، وہ باہر نہیں نکلیں گے۔ وہ مجھے لے کر خانقاہ گئے مجھے ناشتہ کرایا اور خانقاہ میں بھوجن تیار کرایا۔

میں نے کہا کہ میں تو حضرت سے مل کر ہی بھوجن کروں گا، وہ بولے حضرت سے دو بجے کے بعد ملاقات ہوگی آپ کھانا کھالیجئے، کھانا کھا کر میں لیٹ گیا، تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی پستک (کتاب) لے کر آئے، حضرت کی کتاب ”آپ کی امانت آپ کی سیوا میں“ انہوں نے کہا آپ آرام سے اٹھ کر یہ پستک حضرت سے ملاقات سے پہلے پڑھ لیں۔ میں نے کتاب کھولی، تو کتاب بالکل چپک گئی، ایسا لگا جیسے جیون بھر کے بادل دل ودماغ سے ہٹ گئے ہوں، اصل غلطی کا پتہ چل گیا۔

دو بجے مسجد جاکر حضرت سے ملاقات ہوئی، میرے مالک کا کرم ہے کہ میرا دل ودماغ بالکل صاف ہوگیا تھا، اور اب اسلام اپنانے کے لئے میرے پاس کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی، پانچ منٹ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حضرت نے بات کرکے مجھے کلمہ پڑھوایا۔ مجھ سے پوچھا، نام بدلنا ضروری نہیں اور آپ کا نام کوئی شرک والا نام نہیں ہے، اُدے ویر بھی ٹھیک ہے، اگر بدلنا چاہیں تو بدل بھی سکتے ہیں، میں نے کہا الٹے راستے کی یہ سب چیزیں چھوڑ دینا چاہتا ہوں، آپ کوئی نام رکھ دیجئے۔ حضرت نے بتایا کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے اچھے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، میں نے کہا پہلے عبد اللہ کہا ہے تو میرا نام عبداللہ ہی رکھ دیں۔ عبداللہ کے ساتھ ملا بھی لگایا کروں گا، میرا ارادہ ہے کہ اسلام کی گہری اسٹڈی کروں گا، اور دین کا بڑا گیانی 'سوکالڈ ملا' بن جاؤں گا۔

س: اتنا لمبا اور مشکل سفر کرکے آپ یہاں آئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کو کیسا لگا؟

ج: انسان کو مالک نے کمزور بھی بنایا ہے، اور پہاڑ سے زیادہ سخت اور طاقت ور بھی بنایا، جب ٹھان لے۔ ۳۲ رسال تک اس مالک کو تلاش کرنے میں میں نے کیا کیا جھیلا، اور کتنا تپ کیا، اس کو لکھنے کے لئے ہزاروں صفحے کم پڑ جائیں گے، وہ بڑا مشکل سفر تھا، مگر اسلام ملنے اور حق جاننے کے بعد مجھے ۳۲ رسال کا سفر ۳۲ ردن کا بھی نہیں لگ رہا ہے، مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ مجھے بہت آسانی سے میرے اللہ مل گئے ہیں، اگر ۳۲ رجیون کی کوشش کے بعد بھی وہ مل جائے، تو اچھا ہے۔

س: آپ ماشاء اللہ اتنی جلدی اتنی اچھی نماز سیکھ گئے، آپ تو بہت ڈوب کر نماز پڑھتے ہیں؟

ج: میں چند دن کا مسلمان ہوں، لیکن جب میں نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ سارے پردے اٹھ گئے ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس سمے اپنے مالک کے قدموں میں ڈائرکٹ سر رکھ کر اس کی بڑائی کر رہا ہوں، اور اس کے گن گا رہا ہوں۔

س: آپ کے ذہن میں مالک کی کوئی خیالی صورت آتی ہے کہ آپ اس کے قدموں میں سر رکھ رہے ہوں؟

ج: نہیں مولانا صاحب بالکل بھی نہیں۔ مالک کا کرم ہے کہ یہ بات تو مجھ پر ''آپ کی امانت'' پڑھ کر صاف ہوگئی کہ خیال او تصور سے بہت اوپر، وہ نراکار مالک ہے۔ اس کی تصویر نہیں ہوسکتی، بس یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ سامنے ہیں، اور میری فریاد ڈائرکٹ سن رہے ہیں۔

س: ماشاء اللہ، اب آئندہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟

ج: حضرت نے بتایا ہے کہ اس مالک سے تعلق کو بڑھا کر سارے سنسار کو اس سے جوڑنا، اور حق کی دعوت دینے کے لئے گہرا اڈھین (مطالعہ) اسلام کا کرنا ہے۔

بس اب میں حضرت کی گاڑی میں سوار ہوگیا ہوں، سواری تو بس ڈرائیور کے ماتحت ہوتی ہے، جدھر لے جائیں گے ادھر ہی چلتا جاؤں گا۔ میں نے تو اب تک جس آشرم میں رہا، اور جس گرو کی شرن (صحبت) میں رہا، وہاں بھی کبھی اپنی نہیں چلائی جب تک رہا ان کا بن کر رہا۔ اب تو سچ مل گیا ہے۔

س: ارمغان پڑھنے والوں کو کوئی پیغام دیجئے؟

ج: ۳۲ رسالہ لمبے سفر کے بعد مجھے اسلام ملا، تو چند روز اسلام میں رہ کر اور حق کو پاکر مجھے ایسا لگا کہ جیسے اچانک کوئی سونے کی کان مل گئی ہو، آپ چونکہ خاندانی طور پر مسلمان ہیں شاید آپ کو اس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں، میری طرح کتنے لوگ حق کے پیاسے دردر مارے مارے پھر رہے ہیں، اور بھٹک رہے ہیں ان پر ترس کھائیں اور ان کو اس خزانہ کا پتہ بتائیں۔ تو انشاء اللہ اسلام پر کتنے مرمٹنے والے مل جائیں گے۔

س: جی بیشک، شکریہ عبداللہ ملا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ج: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسرائیل نامنظور کیوں؟

محمد نفیس خاں ندوی
(دار عرفات تکیہ کلاں - رائے بریلی)

اس وقت عالم اسلام اپنے طول وعرض میں جن سیاسی مسائل سے دوچار ہے ان میں سرفہرست ارض فلسطین کا مسئلہ ہے، جو انبیاء واولیاء کا معبد ومسکن ہونے کی وجہ سے نہایت بابرکت سمجھی جاتی ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے:

"Too small geography but too big a history."

یعنی جغرافیائی اعتبار سے تو مختصر ترین لیکن تاریخی اعتبار سے طویل ترین۔

فلسطین، بحر متوسط کے مشرق میں واقع ہے جہاں مسلمانوں کا قابل عقیدت واحترام بیت المقدس واقع ہے جو ماضی میں سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا مگر پہلی جنگ عظیم کے بعد سے یہاں کے زیادہ تر علاقوں پر یہودیوں کا قبضہ ہے، فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنے میں برطانیہ کا اہم رول رہا ہے، حکومت برطانیہ نے یہودیوں کی خفیہ تنظیم ''جیوش ایجنسی'' کو کھلی چھوٹ دی تھی کہ دوسرے ممالک سے یہودیوں کو لاکر یہاں بسائیں اور جب نازی جرمنی اور مشرقی یورپ میں یہودیوں کو ان کے کرتوت کی سزا ملنے لگی تو فلسطین ہی ان کی پناہ گاہ بنا، جو رفتہ رفتہ ایک ملک کی شکل اختیار کر گیا۔

نومبر 1947ء میں اقوام متحدہ کی قرارداد کے ذریعہ فلسطین کا 55% حصہ یہودیوں کو دے دیا گیا اور پھر 14 مئی 1948ء کو برطانیہ اور امریکہ کی ساز باز سے تل ابیب کے مقام پر ''یہودیوں کے قدرتی اور تاریخی حق'' کے طور پر مملکت اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا گیا، اس کے بعد فوج کشی کے ذریعہ اسرائیل کے حدود 78% تک بڑھتے چلے گئے، 1967ء میں اقوام متحدہ نے دو قراردادوں کے ذریعہ اسرائیل کو سابقہ حدود میں جانے کا حکم دیا مگر اس پر کوئی عمل نہ ہوا، بلکہ نہتے فلسطینیوں کو ہر طرح سے پریشان کرنے کا سلسلہ چل پڑا، ان کے علاقوں میں جگہ جگہ چوکیاں قائم کر دی گئی ہیں، راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں، کرفیو لگا کر گھر گھر کی تلاشی لی جاتی ہے، خواتین کی عصمت تار تار کی جاتی ہے، انھیں بے گھر کر کے کیمپوں میں رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے، پھر ان کیمپوں کو بھی ان کے قبرستان میں تبدیل کر دیا جاتا ہے، ''جنین'' نامی کیمپ اس کی ایک واضح مثال ہے۔

یہودیوں نے چونکہ فلسطین پر جبراً قبضہ کیا تھا اور وہاں کے باشندوں کو مجبور کیا تھا کہ وہ اسرائیل کے وجود کو تسلیم کریں، جس کے بعد جنگوں کا ہونا لازمی تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تک عالمی سطح پر بھی مسلمانوں نے اسرائیل کو باقاعدہ ملک تسلیم نہیں کیا۔

اسرائیل کے وجود کو منوانے کے لیے گذشتہ سات دہائیوں سے یہی دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ فلسطین یہودیوں کا آبائی وطن ہے، 1948ء سے اب تک اسرائیل کے سنگین مظالم کے پیچھے یہی پس منظر رہا ہے کہ عربوں نے یہودیوں کو ان کی آبائی سرزمین سے بے دخل کر دیا تھا، لیکن یہودیوں کے نزدیک آبائیت کا یہ نظریہ اس بات کی قطعی دلیل نہیں کہ عربوں کا اس تاریخی سرزمین سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ یہ سوال بدستور قائم ہے کہ جب بنی اسرائیل کا وجود ہی نہیں تھا تب یہاں کون سی قوم آباد تھی؟ آثار قدیمہ کے انکشافات اور تاریخی دستاویز کی روشنی میں فلسطین کو کنعانیوں اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یبوسیوں نے آباد کیا تھا جو کہ خالص عرب تھے۔

1450 ق م میں حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں یہودی فلسطین کی سرزمین میں داخل ہوئے تھے اور پھر تقریباً چار سو سال تک وہاں آباد مختلف نسلی گروہوں سے لڑنے اور انھیں پسپا کرنے میں مصروف رہے، جن اقوام کو انھوں نے مغلوب کر کے اپنی حکومت قائم کی تھی وہ عرب ہی تھے۔

فلسطین کا علاقہ یونان اور پھر روم کی مملکت میں شامل ایک پُرامن علاقہ تھا، لیکن جب یہودی یہاں آباد ہوئے تو انھوں نے حکومتوں کے خلاف سازشیں اور بغاوتیں شروع کر دیں جس کے نتیجہ میں متعدد بار یہ سرزمین تہس نہس ہوئی اور یہاں کا امن و سکون غارت ہوا، بالآخر یہودی اپنے کیفر کردار کو پہنچے، وہ قتل کیے گئے، غلام بنائے گئے اور فلسطین کی سرزمین سے باہر نکال دیئے گئے لیکن دنیا میں کہیں بھی قابل قبول نہ ہونے کی وجہ سے ہر بار چوری چپکے یہیں آکر بس جاتے اور اپنی جمعیت قائم کر لیتے، آخرش 66ء میں یہودیوں نے رومی حکومت کے خلاف بغاوت کی جس کو کچلنے کے لیے رومی جنرل ٹائٹس (Titus) نے حملہ کیا، یہودیوں کا قتل عام کیا اور زندہ بچ جانے والوں کا فلسطین میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا، اس کے بعد یہودی پوری دنیا میں پھیل گئے، جہاں طاقت ملی وہاں ظلم کیا اور جہاں کمزور پڑے وہاں سازشیں رچیں۔

اس پوری تاریخ کی روشنی میں فلسطین ایک خالص عربی شہر ہے جس کو دوسری اقوام کے حملوں کا سامنا رہا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی ملکیت کا حق حملہ آوروں کو دے دیا جائے، اگر اُن تمام سالوں کو جمع کیا جائے جو یہودیوں نے حملے کرتے اور تباہی پھیلاتے ہوئے فلسطین میں گذارے تو اتنی مدت بھی نہیں بنے گی جتنی انگریزوں نے ہندوستان میں یا ہالینڈیوں نے انڈونیشیا میں گزاری اور اگر غربت کی حالت میں ایک طویل عرصہ کسی علاقہ میں گذارنے سے اس زمین پر ملکیت کا حق بنتا ہے تو یہودیوں کو چاہیے کہ وہ فلسطین کے بجائے جہاں انھوں نے صرف 200 سال گزارے، مصر کی ملکیت کا مطالبہ کرنا چاہیے جہاں انھوں نے 430 سال گذارے اور اسی طرح مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اندلس کی سرزمین کا مطالبہ کریں جہاں انھوں نے 780 برس تک حکومت کی۔

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پہ کیوں نہیں حق اہل عرب کا

اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے جس کی سرحدیں آج تک متعین نہیں ہوسکیں، بہت سے عرب ممالک اور فلسطینی عوام اسرائیل کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے، اقوام متحدہ نے فلسطین اور اسرائیل کے درمیان جو سرحدیں کھینچی ہیں' اسرائیل ان سرحدوں کو تسلیم نہیں کرتا اقوام متحدہ کی طے کردہ سرحدیں کچھ اور ہیں اور اسرائیل کے زیر قبضہ علاقوں کی سرحدیں کچھ اور، کسی اصول وقانون کی پرواہ کیے بغیر اسرائیلی فوج جس طرح پورے فلسطین میں دندناتے پھرتی ہے اس سے اسرائیل کی سرحد کا نقشہ کچھ اور ہی دکھائی دیتا ہے، اس کے علاوہ اسرائیلی وصہیونی حکمرانوں کے عزائم پر مشتمل ''عظیم تر اسرائیل'' (Greater Israel) کا نقشہ سب سے الگ ہے۔ اس نقشہ میں درج ذیل علاقے شامل ہیں:

☆ فلسطین، لبنان، مغربی شام، جنوبی ترکی۔

☆ اردن، سینا، شمالی ترکی۔

☆ عراق اور سعودی عرب کے کچھ علاقے۔

گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے جو منصوبہ تیار کیا گیا اسے عرف عام میں ینین پلان (Yenon Plan) کہا جاتا ہے، اس منصوبہ کے تحت خاص کر مشرق وسطی کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تبدیل کرنا ہے تاکہ کوئی مضبوط طاقت اسرائیل سے مزاحم نہ ہوسکے، اس مقصد کے حصول کے لیے اسرائیل کے پڑوسی ممالک کو نسلی، قومی ومذہبی بنیادوں پر خانہ جنگی کی آگ میں ڈھکیل دیا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

گیا، چنانچہ عراق کے اندر سے کرد علاقہ کی تشکیل اور پھر شیعہ سنی بنیادوں پر عراق کی تقسیم، شام کی خانہ جنگی وغیرہ سب اسرائیل کے توسیع پسندانہ عمل ہی کا حصہ ہیں اور ان ساری تباہیوں کی سنگینی اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بعد مزید سخت ہوتی جائے گی۔

اسرائیل کو تسلیم کرنے سے قبل فلسطین کے حقیقی وارث جنھوں نے اسلام قبول کرلیا ہے نیز دنیا بھر کے سارے مسلمانوں کو خاص کر ’’بیت المقدس‘‘ کے سلسلہ میں اپنے موقف پر نظر ثانی بھی کرنی ہوگی، اس کی دو ہی شکلیں ہیں، یا تو اسرائیل کو بیت المقدس سے دست برداری پر آمادہ کرلیا جائے جو کہ ناممکن ہے یا خود یوٹرن لے کر بیت المقدس کو اسرائیلوں کے سپرد کردیا جائے اور یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اب تک کی ساری قربانیاں اور انسانی جان ومال کی ساری قربانیاں ناجائز اور بے مقصد تھیں، یہ فیصلہ کرنا نام نہاد حکمرانوں کے لیے تو شاید آسان ہو لیکن امت مسلمہ کے لیے ناممکن ہے۔

تاریخی شواہد اور انسانی قوانین کی روشنی میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کا کوئی جواز نہیں، اس بات کو عالمی طاقتیں بھی تسلیم کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ القدس کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنے کی امریکی تجویز کو کلی طور پر مسترد کردیا گیا اور امریکہ کی دھمکیاں بھی کوئی اثر نہ دکھا سکیں۔

اسرائیلی جارحیت اور امریکی دباؤ کے سامنے مسلمانوں کو کسی سمجھوتہ کے بجائے عملی اقدام کی ضرورت ہے، لیکن شرط ہے کہ یہ اقدام ٹھوس اور حکمت عملی سے پر ہو اور جوش کے بجائے ہوش سے تیار کیے گئے منصوبہ کے تحت ہو، کیونکہ فلسطین کا مسئلہ اب محض فلسطینیوں یا عربوں کا نہیں رہا بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے!

محشرستانِ فلسطین کی لہورنگ داستان

ڈاکٹر ماجد دیوبندی
بانی چیرمین، انٹرنیشنل صوفی مشن دہلی

اسرائیل کی ظالم وغاصب حکومت نے فلسطین کے مقبوضہ شہر بیت المقدس سے ۹۰ ہزار فلسطینی باشندوں کو وہاں سے نکال کر ان کی جگہ یہودیوں کو آباد کرنے کا ایک ظالمانہ منصوبہ تیار کیا تھا جس میں وہ بظاہر کامیاب نظر آرہا ہے۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق بیت المقدس کی اسرائیلی میونسپل کارپوریشن نے فلسطینی آبادیوں سے متعلق دفاتر کو اس شہر میں تعمیر کی گئی نسلی دیوار کے باہر منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے، اس منصوبے کا مقصد یہ ہے کہ بیت المقدس میں آباد ہزاروں فلسطینی شہریوں کو شہر سے نکال کر باہر منتقل کردیا جائے۔ بیت المقدس میں تعمیر نسلی دیوار کے اندر ایک لاکھ فلسطینی باشندے آباد ہیں۔ صہیونی حکومت کی طرف سے ان شہریوں کو سخت قسم کی مشکلات اور پابندیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان بستیوں میں فلسطینیوں کے مہاجر کیمپ بھی قائم ہیں۔ یہ کیمپ نہایت خطرے میں ہیں کیوں کہ یہودی حکومت ان مقامات کو خالی کرانے کے لیے کوشاں ہے۔ ان علاقوں میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے، ان باشندوں کی معاشی بہتری کے لیے بھی غاصب حکومت کوئی کوشش نہیں کررہی ہے، روز اول سے ہی بیت المقدس کے فلسطینی باشندے اس نسلی امتیاز کے خلاف سراپا احتجاج ہیں مگر ظالم حکومت ان کے احتجاج پر توجہ دینے کے بجائے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مظالم اور ایذا رسانی کا لا متناہی سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔عالم اسلام اور اس کی تنظیم ’’تنظیم اسلامی کانفرنس‘‘ بھی فلسطینیوں کی آہ و بکا پر توجہ دینے سے قاصر ہے۔اس سال ماہ رمضان المبارک میں ہر سال کی طرح ظلم و بربریت کی انتہا کرتے ہوئے اسرائیل نے سیکڑوں بےقصور فلسطینیون کوشہید کر دیا جس میں بڑی تعداد معصوموں اورعورتوں کی بھی ہے۔

اسلامی دنیا آج جن مسائل سے دوچار ہے ان کا اگر تجزیہ کیا جائے تو کہیں نہ کہیں اس کی تہہ میں امریکی حکمرانوں کی عنایاتِ بےکراں کی جھلک ضرور ملے گی۔اسرائیل کے معاملے میں روزِ اوّل سے اس کی جو پالیسی رہی ہے وہ اظہر من الشّمس ہے،اسے ڈھٹائی اور بےشرمی کی انتہا ہی کہا جا سکتا ہے کہ قلب اسلام میں صہیونی خنجر گاڑنے اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنے والا ملک،اسلام اور مسلمانوں کی دوستی کا دم بھرتا نظر آ رہا ہے،جبکہ اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ آج دنیا میں تین مسجدیں ایسی ہیں جو عالم اسلام کو خون کے آنسو رلاتی ہیں۔ایک ہے مسجد اقصیٰ جو یہود کے قبضے میں ہے،دوسری مسجد قرطبہ ہے جو اندلس میں ہے جس میں نماز پر تو پابندی ہے لیکن اس کی سیاحت وزیارت کی اجازت ہے، اور تیسری بابری مسجد جسے ظالموں نے شہید کر کے اس کے ملبے پر رام مندر بنا دیا ہے۔اسلامی ممالک کی تنظیم (او۔آئی۔سی) کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی کہ وہ سب اپنے اقتدار اور عیش میں مست ہیں اور ان کو کسی مسلمان ملک سے کچھ لینا دینا نہیں۔گزشتہ دنوں دو مرتبہ اس کے اجلاس ہوئے اور بےمقصد رہے کہ یہودی اور امریکہ اس پر حاوی ہے اور وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

آج فلسطین کے مسلمان دنیا میں سب سے زیادہ پریشان حال ہیں،وہ اپنے گھر میں بےگھر ہو گئے ہیں۔آئے دن ان کی بستیاں مسمار کر دی جاتی ہیں۔بوڑھوں،بچوں،عورتوں کو کب اسرائیلی درندے زندہ درگور کر دیں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۱۹۴۸ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک ۶۵ برسوں میں مسلمانوں کا خون یہودیوں نے اس شدت سے بہایا ہے کہ انبیا کی یہ سرزمین بےگناہ مسلمانوں کے خون سے لت پت ہو گئی۔مسلمانوں کی کئی نسلیں تباہ و برباد اور ویران ہو چکی ہیں۔وہ ان یہودی غاصبوں کی گولی باری، بم اندازی اور بلڈوزروں اور میزائلوں کا مقابلہ پتھروں،ڈھیلوں اور غلیلوں سے کرتے ہیں،اسرائیلی فوج ہر سال کم از کم ۵۰۰ فلسطینی بچوں کو پکڑ کر انھیں اذیت ناک سزائیں دیتی ہے۔بیشتر بچوں کو گرفتاری کے بعد دورانِ حراست یا ماورائے عدالت قتل کر دیا جاتا ہے یا انھیں وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنا کر جسمانی،ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے مفلوج کر دیا جاتا ہے۔مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق انسانی حقوق کے گروپ ’’انصار الاسریٰ‘‘ کی ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیلی جیلوں میں فلسطینی بچوں پر ہونے والے تشدد کے مختلف طریقوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی فوج ہر سال اوسطاً مغربی کنارے اور فلسطین کے دیگر شہروں سے ۱۸ سال سے کم عمر کے کم از کم ۵۰۰ بچوں کو گرفتار کر کے حراستی مرکز میں لے جاتی ہے جہاں ان سے جنگی مجرموں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ستمبر ۲۰۰۰ء سے اب تک پچاسوں ہزار فلسطینی بچوں کو عقوبت خانوں میں ڈال کر ان پر وحشیانہ سلوک کیا جا چکا ہے۔رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے آرٹکل ۱۳۲ کے مطابق فلسطینیوں کے بچوں کو گرفتار کرنا اور ان سے جنگی مجرموں جیسا سلوک کرنا جائز تسلیم کیا گیا ہے۔اس قانون کی آگ میں اسرائیلی فوج،خفیہ ادارہ اور پولس فلسطینی بچوں کو بغیر کسی جرم کے اٹھا لے جاتی ہے۔انھیں سال ہا سال تک جیلوں میں نہ صرف مقید رکھا جاتا ہے بلکہ انھیں ادنیٰ درجے کے انسانی حقوق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔دوران تفتیش بچوں پر عائد الزامات کا اعتراف کرانے کے لیے ان پر وحشیانہ تشدد کیا جاتا ہے۔جسمانی تشدد کے ساتھ ساتھ انھیں ذہنی اور نفسیاتی طور پر بھی ٹارچر کیا جاتا ہے۔جسمانی سزاؤں میں کوڑوں کی سزا،ان پر ابلتا پانی پھینکنا، بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر انھیں تنہائی میں ڈال دینا،الٹا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لٹکانا، بجلی کے کرنٹ لگانا، لوہے کی دہکتی سلاخوں سے ان کے نازک اعضا پر داغ لگانا جیسے پر تشدد اور اذیت ناک طریقے شامل ہیں۔ نفسیاتی طور پر ٹارچر کرنے کے لیے عموماً بچوں کو بیدار رکھا جاتا ہے۔ خوفناک اور کانوں کے پردے پھاڑنے والا میوزک چلایا جاتا ہے۔ بچوں کو دھمکی دی جاتی ہے کہ اگر انھوں نے اعتراف جرم نہ کیا تو انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ان معصوم بچوں پر تمام الزامات جھوٹے لگائے جاتے ہیں۔ بہت سے الزامات تو ایسے ہیں کہ جو معصوم بچے کر ہی نہیں سکتے۔ گزشتہ سالوں کے درمیان تقریباً ۱۵ ہزار بچے صرف مغربی کنارے سے گرفتار کیے گئے ہیں جن میں سے اکثریت کا جرم اسرائیلی فوج کے خلاف پتھر اٹھانا ہے۔ فلسطینیوں کی وہ نسل جو ابھی ۱۲ یا ۱۳ سال کی بھی نہیں ہے، ان کی کل آبادی کا آدھا حصہ پتھر پھینکنے کے الزام میں جیلوں میں بند ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

فضا میں چھائی ہوئی ہر طرف اداسی ہے
ہر ایک آنکھ ہمارے لہو کی پیاسی ہے
کلی کو کھلنے سے پہلے ہی نوچ لیتا ہے
مرے چمن کا نگہباں بڑا سیاسی ہے

اسرائیل نے کسی نہ کسی بہانے فلسطینیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں۔ گنجان شہری علاقوں پر بمباری اور گولہ باری اور آئے دن ہونے والے ظلم و بربریت سے ۱۵ لاکھ کی آبادی کا جینا دوبھر ہے۔ بیت المقدس جسے اسلام میں قبلۂ اوّل ہونے کا شرف حاصل ہے، جس کی طرف رخ کر کے رسول اللہ ﷺ نے ساڑھے چودہ برس تک نماز پڑھی ہے اور جہاں سے حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے، آج دنیائے اسلام کی بے حسی پر نوحہ کناں ہے۔

ہیکل سلیمانی (Temple of Solomon) جسے دسویں صدی قبل مسیح میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا اسلام کے ظہور سے قبل ہی کئی بار زمین بوس کیا گیا۔ ہیکل سلیمانی کے متعلق یہ بات ثابت ہے کہ اسے ۷۰ء میں بالکل مسمار کر دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب بیت المقدس فتح ہوا، اس وقت یہاں یہودیوں کا کوئی معبد نہ تھا بلکہ کھنڈر پڑے ہوئے تھے۔ مسجد اقصیٰ اور قبہ صخرہ کی تعمیر کے بارے میں کوئی یہودی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ ان کے کسی معبد کو توڑ کر مسلمانوں نے مسجد بنائی تھی۔ یہ بات بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ رومیوں کے زمانے میں فلسطین یہودیوں سے خالی کرا لیا گیا تھا اور بیت المقدس میں تو ان کا داخلہ بھی ممنوع تھا۔ یہ مسلمانوں کی شرافت تھی کہ انھوں نے پھر انھیں وہاں رہنے اور بسنے کی اجازت دی۔ تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ پچھلی ۱۳۔۱۴ صدیوں میں یہودیوں کو اگر کہیں امن نصیب ہوا ہے تو وہ صرف مسلم ملک تھے ورنہ دنیا کے مختلف ملکوں میں جہاں بھی عیسائیوں کی حکومت رہی وہاں وہ ظلم و ستم کا نشانہ ہی بنتے رہے۔ یہودیوں کے اپنے مؤرخین اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار دور وہ تھا جب وہ اندلس میں مسلمانوں کی رعایا کی حیثیت سے آباد تھے۔ یہ دیوار گریہ جس کو آج یہودی اپنی سب سے بڑی مقدس یادگار سمجھتے ہیں، یہ بھی مسلمانوں کی عنایت سے انھیں ملی تھی۔ اسرائیلی حکومت کا ایک سرکاری بلیٹن ''نیوز فرام اسرائیل'' کی یکم جولائی ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دیوار گریہ پہلے ملبے اور کوڑے کرکٹ میں دبی ہوئی تھی اور اس کا کوئی نشان تک لوگوں کو معلوم نہیں تھا۔ سولہویں صدی عیسوی میں سلطان سلیم عثمانی کو اتفاقاً اس کے وجود کا علم ہوا اور اس نے اس جگہ کو صاف کرا کے یہودیوں کو اس کی اجازت عطا کی۔ یہودی ایک ایسی احسان فراموش قوم ہے کہ وہ مسلمانوں کی شرافت، فیاضی اور حسن سلوک کا بدلہ آج بھیانک شکل میں ان کو دے رہی ہے جو کسی بھی حالت میں قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

ماضی میں مسجد اقصیٰ میں آگ لگانا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بلکہ صدیوں سے یہودی قوم کی زندگی کا نصب العین یہی رہا ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کو تعمیر کرے اور بیت المقدس پر قبضہ ہو جانے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے نصب العین کو پورا کرنے سے باز رہ جائیں۔ دوسرا جز اس منصوبے کا یہ ہے کہ ''میراث کے ملک'' پر قبضہ کیا جائے۔ یہ میراث کا ملک کیا ہے؟ اسرائیل کی پارلیمنٹ کی پیشانی پر یہ الفاظ کندہ ہیں ''اے اسرائیل تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں''۔

دنیا میں صرف اسرائیل ہی ایک ایسا ملک ہے جس نے کھلم کھلا دوسری قوموں کے ملک پر قبضہ کرنے کا ارادہ عین اپنی پارلیمنٹ کی عمارت پر ثبت کر رکھا ہے۔ کسی دوسرے ملک نے اس طرح اعلانیہ اپنی جارحیت کے ارادوں کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اس منصوبے کی جو تفصیل صہیونی تحریک کے شائع کردہ نقشے میں دی گئی ہے اس کی رو سے اسرائیل جن علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ان میں دریائے نیل تک مصر، پورا اردن، پورا شام، پورا لبنان، عراق کا بڑا حصہ، ترکی کا جنوبی علاقہ اور جگر تھام کے پڑھیے کہ مدینہ منورہ تک حجاز کا پورا بالائی علاقہ شامل ہے جسے وہ گریٹر اسرائیل کا نام دیتا ہے۔ اگر دنیائے عرب اسی طرح کمزور رہی، جیسی آج ہے اور خدا نہ خواستہ دنیائے اسلام کا ردّ عمل بھی کچھ زیادہ مؤثر ثابت نہ ہوسکا تو پھر خاکم بدہن ایک دن ہمیں وہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ جب یہ دشمنان اسلام اپنے ناپاک ارادوں کو پورا کرنے کے لیے پیش قدمی کر بیٹھیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہود دنیا کی سب سے تیز طرار سازشی اور شاطر قوم ہے۔ ۱۹ ویں صدی کے آخر میں صہیونی ریاست کے قیام کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ ۱۸۹۵ء میں آسٹریلیا کے ایک یہودی رہنما تھیوڈور ہرٹ زل نے باسل شہر میں ایک یہودی کانفرنس منعقد کی تھی جس میں تمام دنیا کے یہودیوں نے شرکت کی اور عبرانی زبان میں ۲۴ دستاویزات حاضرین کو پیش کی گئیں۔ خیال رہے کہ ان دستاویزات کو پروٹوکال کا نام دیا گیا تھا جو انتہائی خفیہ طور پر بنائی گئی تھیں۔ جب یہ دستاویزات افشاء ہو گئیں تو یہودیوں نے اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لیے خون پسینہ ایک کر دیا لیکن حقائق نے انھیں صحیح ثابت کیا۔ ہٹلر کو جب اس کا علم ہوا تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا۔ کیوں کہ یوروپ سمیت پوری دنیا پر یہودی تسلط اور قبضہ کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ پھر کیا تھا ہٹلر نے بھی اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اگست ۱۹۰۳ء میں پہلی جنگ عظیم سے قبل میکس نورڈاؤ نے پیش گوئی کی تھی کہ ''میں آپ کو وہ زینہ دکھانا چاہتا ہوں جس کی سیڑھیاں بلندی کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ ہرٹ زل کی کانگریس کے بعد عالمی جنگ ہوگی۔ اس کے بعد امن کانفرنس ہوگی اور پھر برطانیہ کی مدد سے فلسطین میں ایک آزاد یہودی ریاست قائم کر دی جائے گی''۔

چونکہ اس منصوبہ بندی میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس بھی شامل تھے۔ نتیجے کے طور پر بعد میں سب کچھ ویسا ہی ہوا جیسا طے کیا گیا تھا۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو دنیا کے نقشے پر ایک صہیونی ریاست کا ظہور ہوا اور دومنٹ بعد ہی امریکہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ چار منٹ بعد اس ریاست کو روس نے بھی تسلیم کر لیا۔ یہودی پروٹوکولز کے مطابق یہودی حکومت ان کے مفادات اور تحفظ کے لیے ضروری تھی۔ اس کے علاوہ یہودیوں کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کو دو نظریاتی حصوں میں بانٹ دیا اور تمام وسائل پر خود قابض ہو گئے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی باگ ڈور امریکہ کے ہاتھ میں تھما دی اور اشتراکی نظام روس کو تھما دیا گیا۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد ۶۰۰ افراد اقتدار پر چھا گئے تھے، ان میں ۴۵۷ یہودی تھے۔ برطانیہ، فرانس، جرمنی اور امریکہ کے خفیہ اداروں میں اہم عہدوں پر فائز رہنے کی وجہ سے یہودی تمام خفیہ معلومات کا علم رکھتے تھے۔ کوئی راز ایسا نہیں تھا جو ان کی دسترس سے باہر ہو۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران صرف برطانوی ملٹری خفیہ ایجنسی میں دولاکھ یہودی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے قیام کے دو ہفتے بعد جاسوسی ادارہ موساد (ادارہ برائے خصوصی خدمات و دانش مندی) عمل میں آیا۔ ۱۹۵۱ء میں باضابطہ طور پر موساد کا اصل ڈھانچہ تیار کیا گیا جو تمام دنیا کی خفیہ ایجنسیوں سے رابطہ رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ شین بیتھ جیسے خفیہ اداروں کو قائم کیا گیا۔ نیوکلیائی اور صنعتی رازوں کا پتہ لگانے کے لیے لیکیلم ایجنسی وجود میں آئی۔ ۱۹۸۱ء میں عراق میں مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ نے اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو اسی ایجنسی کے کمانڈوز نے فضائی حملہ کر کے ایٹمی ری ایکٹر کو تباہ کر دیا تھا، اسی نے ۱۹۹۸ء میں ہندوستان کو پیش کش کی تھی کہ ہمیں اجازت دیدو، ہم چندمنٹ میں پاکستان کا ایٹمی پلانٹ اڑا دیں گے، ان دنوں وہ ایرانی ایٹمی سائنس دانوں کی ہلاکت میں پیش پیش ہے۔

یوں تو ہر سال اسرائیل کے دہشت گردانہ مظالم سے فلسطین کے بے قصور لوگ زخمی یا شہید ہوتے ہیں لیکن اس سال ماہ رمضان المبارک میں اس کی سخت ترین دہشت گردانہ کارروائی کے جواب میں فلسطین اور اسلامی مجاہدین نے جوابی کارروائی میں ایسا کچھ کر دیا کہ اسرائیل تلملا گیا۔ اس کا کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا، ۱۰ سے زیادہ لوگ بھی مارے گئے ساتھ ہی پہلی مرتبہ اسرائیل میں ماتم دیکھا گیا۔ فلسطینی حریت پسند مجاہدین نے اسرائیل اور یہودیوں کی اہم تنصیبات کو شدید نقصان پہنچایا۔ یہ کامیابی سنی شیعہ اتحاد و اشتراک کا نتیجہ ہے۔ اسرائیل کا خود کا جدید دفاعی نظام آئرن ڈوم راکٹ حملوں کو روک نہیں سکا جبکہ فلسطین حریت پسندوں کی جانب سے ۱۰۰۰ سے زیادہ راکٹ فائر ہوئے اور ان میں سے ۴۰۰ راکٹ مطلوبہ اہداف پر پہنچے۔ اسرائیل اور متحدہ امارات کے اشتراک سے قائم کردہ ۸۰ کروڑ ڈالر کی آئل رفائنری تباہ ہوئی، عسقلان کا بجلی گھر، ۱۲ بڑی عمارتیں، ایک پائپ لائن، عسقلان کی بندرگاہ، ایک فوجی چھاؤنی تباہ ہوئی۔ ۵۰۰۰ رزرو فوج طلب کی حتیٰ کہ بین الاقوامی پروازیں بھی معطل کر دیں، یہ سلسلہ جاری ہے اور اسرائیل کا مزید جانی اور مالی نقصان ہونے کی امید ہے کہ مجاہدین نے سر سے کفن باندھ لیا ہے، ترکی کے ساتھ چند مسلم ممالک آ رہے ہیں جس سے امید کی کرن دیکھنے کو مل سکتی ہے، دنیا بھر میں اسرائیل کے اس ظلم و بربریت کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں، خود امریکہ میں اس کی مخالفت ہوئی ہے، فلسطین کے حق میں آواز اٹھانے والوں میں ٹورنٹو، دوحہ، یروشلم، بغداد، اوڈیسے، برسیلز، پیرس، میڈرڈ، برلن اور واشنگٹن ڈی۔سی۔ لندن، وغیرہ شامل ہیں اور یہ سلسلہ دنیا میں بڑھتا جا رہا ہے۔ نیوزی لینڈ کی صدر خاتون نے باقاعدہ اسرائیل کے خلاف بیان دیا اور فلسطینیوں کے موقف کی تائید کی ہے۔ ترکی کے صدر طیب اردگان کی ولولہ انگیز تقریر سے کچھ اسلامی ممالک جن میں پاکستان، ایران، لبنان، دوحہ کے ساتھ روس اور چین نے آ کر امریکہ اور اسرائیل کی نیند اڑا دی ہے جس کے بہتر نتائج نکلنے کی امید ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ فلسطین اس مرتبہ اپنی مضبوط حیثیت کے ساتھ اسرائیل کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے کہ اللہ ننھے معصوموں، ماؤں، بیٹیوں، بزرگوں اور اسلام کے مجاہدین کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ امریکہ جو شروع میں اسرائیل کی مدد کر رہا تھا، بین الاقوامی اور خود اس کے ملک میں فلسطینیوں کے حق میں مظاہروں نے اس کو پریشان کر دیا ہے اور اب اس کے صدر جو بائڈن جنگ بندی اور حماس سے بات کرنے کو کہہ رہے ہیں جو یقیناً فلسطینی کاز کی جیت ہے۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس بار اسرائیل پسپا ہوگا اور حق کا بول بالا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے قبلۂ اوّل، مسجد اقصیٰ، تمام مساجد، مکاتب، خانقاہوں اور دین اور دعوت کا کام کرنے والوں کی حفاظت فرمائے اور شیطانوں کو ان کے مقاصد میں ناکام کر دے۔

تو بڑا ہی کریم ہے مولا
قوم غمگین کی حفاظت کر
جنگ اسلام دشمنوں سے ہے
تو فلسطین کی حفاظت کر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوتی سوالات
اور میرے جوابات

جناب ریاض موسیٰ ملیباریؒ

قسط: ۹

برصغیر کے معروف داعی دین جناب ریاض موسیٰ ملیباری، غیرمسلموں میں دعوت کے حوالہ سے ایک بہت معتبر نام ہے، انھوں نے اپنی پوری زندگی اور تمام توانائیاں بلکہ اپنی جمع پونجی بھی اس کارخیر کے لئے وقف کررکھی تھی، اپنے دعوتی تجربات کی روشنی میں انھوں نے اس سلسلہ کے بہت سے سوالوں کے جواب ''دعوتی سوالات'' کے نام سے مرتب کئے تھے، جنہیں ارمغان کے قارئین کے لئے قسط وار پیش کیا جارہا ہے، یہاں یہ وضاحت مفید ہوگی کہ یہ تمام جوابات دعوتی تناظر میں دیئے گئے ہیں، احکام وفتاوی کے لحاظ سے، اور اپنی ضرورت کے اعتبار سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ امید ہے کہ کاروان دعوت کے مسافر اس کی روشنی میں اپنا سفر اور زیادہ کامیابی کے ساتھ طے کرسکیں گے۔ ....ادارہ

سوال: **آج اونچی ذات والوں کو کافی حقوق حاصل ہیں، کیا اسلام قبول کرنے کی وجہ سے وہ اپنے حقوق سے دست بردار نہیں ہوجائیں گے؟**

جواب: جی نہیں! ان کی اپنی کتابوں میں جو ان کے اپنے حقوق مقرر ہیں ان میں سے آج ایک فیصد بھی انہیں حاصل نہیں ہیں، آج نچلی ذات کے لوگ دھیرے دھیرے آگے بڑھتے جارہے ہیں، بھارت کا صدر جمہوریہ دلت بنا، مسلمان بنا، آج عورت صدرِ جمہوریہ ہے، یوپی کے الیکشن میں ڈرامائی جیت دلت کو حاصل ہے، جس کے نتیجے میں آج وزیراعلیٰ کی کرسی پر ایک دلت لیڈی مایاوتی ہے یعنی آج برہمن ازم کی گاڑی پٹری سے کھسکتی دکھائی دے رہی ہے اور پوری طرح یہ فلسفۂ ذات پات ناکام ہورہا ہے اور بظاہر جو حقوق نظر آتے ہیں وہ جمہوری یا قانونی حقوق نہیں ہیں، بلکہ وہ ہشیاری، عیاری، مکاری سے چھینے گئے حقوق ہیں جن کا دستورِ ہند سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

'ورن آشرم' نظام ان کا اصل نظام زندگی ہے، اسی نظام کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے R.S.S. تنظیم وجود میں آئی ہے لیکن اب آئندہ دنیا میں جو حالات چل رہے ہیں ان کو دیکھ کر یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نظام قائم نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ ان کا ایسا خواب ہے جو قیامت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا، برائے نام ایک ہندو راشٹر نیپال تھا، وہ بھی ختم ہوگیا ہے، وہاں آج جمہوریت قائم ہوگئی ہے۔ دنیا آج اتنی آگے جاچکی ہے کہ وہ اس نظام کو اپنانا تو دور کی بات اس کی طرف پلٹ کر دیکھے گی بھی نہیں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد جس قوم کی جو صلاحیت ہے اس صلاحیت کے مطابق حقوق ملیں گے۔ بھارت میں سب سے اچھی صلاحیت اونچی ذات والوں کے پاس ہے۔ ٹھیک جس طرح آپ ﷺ کے عہد میں قریش تھے، اس طرح بھارت کے قریش برہمن ہیں، اگر وہ اسلام قبول کرتے ہیں تو انڈیا انہیں کے ہاتھ میں ہوگا۔

لہٰذا یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام قبول کرنے سے ان کے حقوق کم نہیں بلکہ بڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم

سوال: **اگر کسی کو توحیدِ خالص کی**

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوت دی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ: ”آپ لوگ قبر پرستی کیوں کرتے ہیں؟“

جواب: اسلام نے مسلمانوں کو قبر کی زیارت کی اجازت دی ہے قبر سفرِ آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے نیز ایک مومن کو قبر کی زیارت سے آخرت یاد آتی ہے اس لئے اسلام نے اجازت دی ہے۔ آج قبر پرستی کے طور پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ یہ جاہلوں کی ایجاد ہے۔

اس لئے یہ بات ذہن نشین ہو جانی چاہئے کہ اسلام میں قبر پرستی کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال: **ہم ہندو لوگ بہن کی لڑکی سے شادی کرتے ہیں اسلام اس کی منظوری نہیں دیتا ہے۔ اس کے بارے میں ہم سوال کریں تو آپ مسلمان جواب یہی دیتے ہیں کہ اس کام سے قرآن نے منع کیا، اس کے علاوہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا جواب بھی ہے جو ہم کو سمجھ میں آئے اگر ہو تو ہمیں بتلائیں؟**

جواب: آج کی سائنسی تحقیق نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اگر ایک میاں بیوی سے لڑکا پیدا ہوتا ہے تو باپ کا حصہ اس کے اندر زیادہ ہوتا ہے، اگر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اس میں ماں کا حصہ زیادہ ہوتا ہے، بہن کی بیٹی سے شادی کرنا، اس لئے منع ہے کہ اس کی پیدائش میں بہن کا حصہ زیادہ ہوتا ہے، گویا وہ بہن سے شادی کرنے کے برابر ہے، اس لئے ہم اس کو ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال: **آخر ان بے چاروں کا جرم کیا ہے جو اندھے، گونگے، بہرے پیدا ہوتے ہیں، ان کو کن گناہوں کی سزا دی جاتی ہے؟**

جواب: ہمارا مالک رب، اپنی تمام مخلوق کو اپنی مرضی سے پیدا کرتا ہے۔ جس کو جیسا چاہے پیدا کرے اس سے سوال کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں، کیونکہ وہ ساری مخلوقات کا رب ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال: **ایک غیر مسلم نے سوال کیا کہ رمضان میں روزہ رکھنے کے لئے چاند دیکھنا کیوں ضروری ہے؟**

جواب: آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل دنیا میں دو قسم کے کیلنڈر رائج تھے: (۱) سولار۔ (۲) لونار۔ اس میں سے اسلام نے لونار کیلنڈر سسٹم کو ترجیح دی ہے، کیونکہ یہ سمجھنے کے لئے آسان ہے، جب کہ سولار کیلنڈر کے لئے تاریخ معلوم کرنے کا کوئی ظاہرہ نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال: **غیر مسلم کہتے ہیں کہ مسلمان بہت ناپاک اور گندے لوگ ہیں ہم اس قوم میں کیسے شامل ہو سکتے ہیں؟**

جواب: بھارتی عوام میں سے جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں انڈیا میں، ان میں آپ جیسے کچھ لوگ بہت پاکیزہ بھی ہوتے ہیں، اور کچھ لوگ بہت گندے رہنے کے عادی ہوتے ہیں، ایسے لوگوں نے اسلام قبول کیا تو وہ لوگ آپ کو گندے دکھائی دیتے ہیں، خود آپ کی بستی میں پاکیزہ اور اچھی زندگی گزارنے والے مسلمان بھی موجود ہیں۔ آپ مسلمان ہو جائیں گے تو آپ پاکیزہ زندگی گزار سکتے ہیں، اور لوگوں کے سامنے صفائی ستھرائی کا ماڈل پیش کرسکتے ہیں۔ ناپاک لوگوں کا تعلق اسلام سے نہیں، بلکہ بھارتی نفسیات سے ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہو نہ میلا کبھی کفن تیرا صورتِ گل رہے بدن تیرا

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی، یادوں کے چراغ

مولانا محمد کلیم صدّیقی

اس حقیر کو اپنی زندگی میں جن شخصیات سے فطری اور طبعی مناسبت کے ساتھ ان کی زاہدانہ زندگی پر آخری درجہ میں رشک اوران کی حقیقی دین داری سے مرعوبیت اورعقیدت رہی، ان میں ممتاز ترین ذات میرے حضرت والا مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے نبیرہ محترم، صدیوں سے لگا تار اہل اللہ و مصلحین، مجددین وعارفین، عاشق سنت اور ماحی بدعت بزرگوں کے مسکن تکیہ شاہ علم اللہ کے روحانی، نورانی اور عرفانی اقدار کے امین، مجاہد ملت، داعی دین، مثالی معلم حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی کے فرزند ارجمند اور جانشین مفکر اسلام سیدی وسندی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کے داماد، حضرت مولانا سید محمد حمزہ حسنی ناظر عام ندوۃ العلماء، جن کو ہم ان کی خورد نوازی اور فطری تواضع کی وجہ سے حمزہ بھیا کہا کرتے تھے، کی شخصیت تھی، جن کو حکیم وعلیم، خالق کائنات کے قضاء وقدر کے فیصلہ کے سامنے دل ودماغ اور قلم پر صبر کر کے نور اللہ مرقدہ ورحمۃ اللہ علیہ لکھنا پڑ رہا ہے، وہ رحمت ومغفرت کے موسم بہار ماہ مبارک میں جب جواد اکرم رب کائنات کی طرف سے عطا اور رحمتوں کی بارش ہوتی ہے، اور نیکیوں کا بھاؤ اس کریم رب کی شایان شان مضاعف ہوجاتا ہے، اپنی زندگی بھری حسنات کا اجر عظیم پانے کے لئے اپنے رب کے جوار رحمت میں ہم سب کو سوگوار اور روتا بلکتا چھوڑ کر ہمارے گمان کے مطابق: یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کا مژدہ جاں فزا سن کر جنت الفردوس میں اپنے رب کی آغوش رحمت میں چلے گئے۔

اس دیہاتی اور گنوار جس کو رحمت ایزدی کے جھونکے نے میرے حضرت والا مفکر اسلام حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے قدموں میں بلکہ شاہ علم اللہ کی ڈیوڑھی پر لے جا کر ڈال دیا تھا، اور حضرت والا کے قدموں کے صدقہ میں وقت کے اکابرین، دینی جماعتوں، بزرگوں اور اصلاحی جماعتوں اور خانوادوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، ان کا تأثر یہ ہے کہ تکیہ شاہ علم اللہ کے حسنی خانوادہ (جس کے مولانا حمزہ حسنی صاحب ایک قابل قدر اور قابل فخر فرد فرید تھے) وہاں پیدا ہونے والے ہر بچہ کو ماں کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ خلقی اور فطری طور پر ایسی صفات جیسے تواضع انکساری، زہد وقناعت، نام ونمود سے وحشت، حب جاہ سے عدم مناسبت، تقویٰ اور استغناء، سنت سے عشق، اور بدعت سے وحشت جیسی بے شمار اور خداداد صلاحیتوں سے نواز کر دنیا میں لاتے ہیں، جن صفات و خصائل حمیدہ کو حاصل کرنے میں دوسرے لوگوں کو ایک زمانہ تک بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کر کے اور بڑے بڑے مجاہدے کر کے بھی حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے، ان تمام صفات کا وافر حصہ حضرت مولانا حمزہ حسنی صاحب کو فطری طور پر ملا ہوا تھا، وہ فرمان رسول ﷺ: کن فی الدنیا کأنک غریب او عابر سبیل کی مثالی زندگی گذار کر، اس دنیا میں رہ کر، اُس دنیا سے دل کی دنیا بچا کر اپنے رب کے جوار میں چلے گئے۔

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۰ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء سے ثانوی وعالی تعلیم اور حدیث شریف میں تخصص کیا، ان کے والد مولانا سید محمد ثانی حسنی ندوی' حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے حقیقی بھانجہ اور والدہ مرحومہ ان کی بھتیجی ہیں اس طرح ان کو شروع ہی سے مفکرِ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام کی شفقت وتوجہ حاصل رہی، ندوۃ العلماء کی مجلسِ انتظامیہ کے رکن منتخب ہوئے، پھر ۱۹۹۹ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لئے ان کی خدمات حاصل کی گئیں اور ۲۰۰۰ء میں ناظرِ عام ندوۃ العلماء مقرر ہوئے، مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی کے انتقال کے بعد اس کے ترجمان "تعمیر حیات" کے نگراں مقرر کئے گئے، مارچ ۲۰۱۸ء میں مجلس انتظامیہ نے بالاتفاق نائب ناظم منتخب کیا مولانا خواتین کے رسالہ ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ کے بھی چالیس سال سے زائد عرصہ تک ایڈیٹر رہے، اور مختلف اداروں کے ذمہ دار اور سرپرستی فرمائی۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء جیسے ملت کی شان سمجھے جانے والے ادارہ کے وہ ایک عرصہ سے ناظر عام تھے۔ گویا عملاً پورے ذمہ دار تھے۔ مگر ان کے دل میں خاتون منزل (لکھنؤ کا محلّہ جہاں حسنی خاندان کے افراد آباد ہیں) سے ندوہ اپنے دفتر میں آنے کے لئے کسی اسکوٹر یا موٹر سائیکل خریدنے کا بھی خیال نہیں آیا۔ وہ رکشہ سے یا کسی آنے جانے والے کے اسکوٹر یا موٹر سائیکل سے ندوہ آتے، اور ہمہ شما کے اسکوٹر پر خاتون منزل سے ندوہ اور ندوہ سے خاتون منزل جاتے تھے۔ ندوہ سے واپس جاتے وقت اسکوٹر سے گر کر کئی بار ان کو تکلیف دہ چوٹیں بھی آئیں، مگر ان کو کبھی کوئی چھوٹی موٹی گاڑی خریدنے کا خیال بھی نہیں آیا۔

۱۹۷۷ء میں اس حقیر کی میرے حضرت والا مفکر اسلام نوراللہ مرقدہ کے قدموں میں غلامانہ حاضری ہوئی، اس وقت سے تکیہ کے ان نوجوانوں میں، جن کو اس دربار کے شہزادوں کی طرح ہم دیکھتے تھے، مولانا حمزہ صاحب ان میں ایک نمایاں فرد تھے، ان سے قریبی واسطہ رہا، اپنے والدِ محترم حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی ندویؒ کے بعد جب وہ خواتین کے ماہنامہ رضوان کے مدیر بن گئے، اور گوئن روڈ امین آباد میں مکتبہ اسلام کے نام سے قائم ایک مکتبہ کے ذمہ دار ہوئے تو ہم لوگ ان کے پاس وہاں حاضر ہوتے تھے۔ ہمارے رفیق گرامی جناب مولانا عبدالحسیب ندوی سیتاپوری چونکہ رضوان میں کام کر چکے تھے اور وہیں سے پھلت مدرسہ میں آئے تھے، اس تعلق سے بھی حسیب بھائی کے ساتھ ہم لوگوں کی لکھنؤ حاضری ہوتی تو گھومتے گھومتے مولانا حمزہ کے مکتبہ پر جا بیٹھتے اور ان کی بے تکلف ضیافت اور محبت سے فیض یاب ہوتے تھے، اس وقت سے لے کر تقریباً پینتالیس سالہ زمانہ میں ان کی زندگی اور ضروریات میں زمانہ کے تقاضوں اور وقت کے لحاظ سے معیارِ زندگی میں کوئی تبدیلی ہم لوگوں نے کبھی محسوس نہیں کی۔

یوں تو وہ اس حقیر کو تکیہ کی ڈیوڑھی کا ایک خادم خیال فرما کر شروع سے ہی خاص عنایت کا معاملہ فرماتے تھے، مگر یہ تعلق اور زیادہ قریبی اور جذباتی، حج کے سفر کی رفاقت کی وجہ سے ہو گیا، جب اس حقیر کو ان کے ساتھ حج کے سفر میں مسلسل رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی، غالباً سن ۹۳ء میں اس حقیر نے حج کا ویزہ لگوا کر سفر کیا تو جبل کعبہ پر ایک پرانی عمارت میں موسم حج کے لئے ایک سیٹ بک کر لی، علماء اور برصغیر کے خواص سے شرف ملاقات کے لالچ میں مدرسہ صولتیہ حاضری ہوتی تھی، میرے حضرت کے عاشق زار اور معتمد خاص مکہ معظّمہ کے ہمارے کریم میزبان جناب ڈاکٹر عبادالرحمٰن نشاط، ہمارے نشاط بھائی جو مولانا حمزہ کے چند یوم بعد ہی، ماہ مبارک میں اپنے رب کی جوارِ رحمت میں چلے گئے، وہ اصرار کر کے میرا سامان اٹھا کر اس حقیر کو عزیزیہ جنوبیہ میں اپنے گھر لے گئے، اگلے روز ان کو معلوم ہوا کہ مولانا حمزہ صاحب بھی سفرِ حج کے لئے آئے ہوئے ہیں، مگر ان کی جائے قیام معلوم نہیں ہے، بہت تلاش و جستجو کے بعد نشاط بھائی کو یہ معلوم ہوا کہ ابھی تک مولانا حمزہ صاحب نے کوئی قیام کی جگہ طے نہیں کی ہے، نشاط بھائی اس حقیر کے ساتھ حرم میں حاضر ہوئے، وہ نماز مغرب کے بعد حرم کے باہر والے صحن میں اپنے حمزہ بھیا کو تلاش کرتے پھر رہے تھے، شاید نشاط بھائی کے حضرت مولانا کے والہانہ تعلق اور مخلصانہ جذبہ کی برکت تھی، کہ عشا کے بعد ہم تلاش کر رہے تھے تو دیکھا کہ مولانا حمزہ صاحب اپنے ایک سادہ سے کپڑے کے بیگ جس میں تین چار جوڑے کپڑے اور احرام کی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

چادریں مختصر سامان تھا، اپنے سر کے نیچے رکھ کے لیٹے ہوئے ہیں وہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا نوراللہ مرقدہ کے نبیرہ تھے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حضرت مولاناؒ کے ڈیوڑھی کے کتے کی بھی ضیافت ومیزبانی کوشرف سمجھنے والے ہزاروں لوگ ہوں گے جوایک سے ایک اچھے قیام کانظم کر سکتے تھے، مگرحمزہ بھیانے کسی کو اطلاع بھی نہیں کی اورویزہ وٹکٹ بنواکر ڈائرکٹ کعبۃ اللہ کے مالک میزبان کی میزبانی میں جا کرسیدھے اسی کے در پر پڑ گئے، نشاط بھائی نے اس حقیر کے سامان کی طرح قلیوں کے طرز پر مولانا حمزہ صاحب کا بیگ سر پر رکھا، اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی گاڑی تک جوذرا فاصلے پر پارک کررکھی تھی لے گئے، اوراپنے گھر لے گئے اوراس طرح اس حقیر کو پورے سفر حج میں مولانا حمزہ صاحب کی رفاقت کاشرف حاصل رہا۔

حج کے دوران مولانا کو بھی اس درجہ تعلق ہوگیا کہ حج کے بعد مدینہ منورہ کا سفر بھی ساتھ ہوا، اور وہاں پر ہم سب خدام ندوہ، تکیہ کے کریم میزبان سید طارق حسن عسکری جوصرف اہل تعلق کی میزبانی کے لئے حرم کے قریب ہی مکان لے کر ہمیشہ رہتے تھے، ان کے یہاں ہم دونوں نے ساتھ قیام کیا، سفر کے دوران الحمدللہ ایک دوسرے سے بہت قرب پیدا ہوا، وہاں مولانا کا بس حرمین شریفین میں حاضری اور معمولات کے علاوہ لایعنی سے حد درجہ احتراز کے ساتھ دینی کتابوں کے مطالعہ کا مشغلہ رہتا تھا، سفر سے واپسی پر بھی وہ جب ملتے، بے حد اپنائیت اور تعلق سے ملتے۔

میرے حضرت والا نے اس حقیر کو ایک بار تکیہ میں اپنے پاس بلاکر نہ جانے کس پس منظر میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے خاندان کی روایت یہ رہی ہے کہ ہم جب کسی سے تعلق قائم کرتے ہیں، تو اپنی طرف سے اسے نہیں توڑتے، خاندانی اقدار کے امین حضرت مولانا حمزہ صاحب سے یہ وصف سیکھنے کا تھا، میرے حضرت والانوراللہ مرقدہ کے وصال کے چند سال بعد، اوراس حقیر کی شامت اعمال کی وجہ سے، اس حقیر کی خرابیاں اورکم زوریاں اہل تکیہ کے سامنے کھلیں، تواس حقیر کے لئے تکیہ کی ڈیوڑھی اجنبی سی ہوگئی۔ شایداس حقیر کی زندگی جوالحمدللہ ہمیشہ شکر کی زندگی رہی، بس وہ کچھ زمانہ اس حقیر کے لئے آخری درجہ میں صبرآزما تھا، جب میری محسن سرزمین ہی میرے لئے اجنبی ہوگئی تھی، مگراس زمانہ میں بھی مولانا حمزہ صاحب کا کمال ظرف تھا کہ ان کے تعلق اورعنایت میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا، محبّ گرامی حبیبی المحترم حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی صاحب کے وصال میں جب یہ حال بالکل شباب پر تھا، اوراس حقیر کے بہت سے بہی خواہ مجھے جنازہ میں شرکت کے لئے بہت سختی سے منع کر رہے تھے، مگراس حقیر سے نہیں رہا گیا اور جنازہ میں حاضری ہوئی، تو اس حال میں بھی مولانا حمزہ صاحب نے دو کرسیاں مدرسہ سیداحمد شہید سے منگوا کر مجھے اپنے پاس بٹھایا، دیر تک بیٹھے رہے اورمحبت وتعلق کا اظہار فرماتے رہے۔

سادہ طبیعت، رہن سہن کی سادگی اور حد درجہ زاہدانہ زندگی کے باوجود مولانا حمزہ صاحب میں بلا کی انتظامی صلاحیت تھی، مولانا ثانی حسنی میموریل سوسائٹی رائے بریلی، جس کے تحت کئی اضلاع میں تعلیمی، اصلاحی اور رفاہی ادارے قائم تھے، اوراصلاحی کوششیں ہوتی تھیں، وہ اس کا نظم سنبھالتے تھے، تکیہ شاہ علم اللہ کے مدرسہ سید احمد شہید کے انتظامات اور حضرت مولاناؒ کے رمضان اور غیر رمضان کے آنے والے مہمانوں کے ہجوم کا مکمل نظم اورنگرانی خود فرماتے، اور دیکھنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس پوری کاروائی کے ذمہ دار مولانا حمزہ صاحب ہیں۔

بڑوں نے ان کی اسی انتظامی صلاحیت کو جانچ کر ان کو ندوہ کا ناظر عام بنادیا تھا، ندوہ کا چپہ چپہ گواہ ہے کہ انھوں نے اس کا حق ادا کیا، زندگی میں اتنی سادگی کے باوجود وہ نظم پر بہت گہری نظر رکھتے تھے، دیانت ان کے مزاج میں متقدمین کی یاد تازہ کرنے والی تھی، اس حقیر کا خیال ہے کہ ندوہ میں کام کرنے والے کتنے ہی کارکنان کے دلوں میں کسی خیانت یا کوتاہی کا خیال آتے آتے ضرور رک

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جاتا ہوگا یہ سوچ کر کہ اس کے ذمہ دار مولانا حمزہ حسنی صاحب ہیں۔

ایک زمانہ سے ان کو شوگر کا عارضہ تھا، اور اس کی وجہ سے مسلسل صحت پر اس کے اثرات بڑھتے جا رہے تھے، اسی دوران کئی بار اسکوٹر سے گرنے سے چوٹیں آئیں اور فریکچر بھی ہوگیا، جس کا صحت پر منفی اثر پڑتا رہا، ایک ڈیڑھ ماہ پہلے وہ مسلسل شدید بیماری کی حالت میں، طویل عرصہ تک آئی سی یو میں بھرتی رہے، ان کے سبھی اہل تعلق دعاؤں اور صدقات کا اہتمام کرتے رہے اور الحمدللہ وہ کسی قدر صحت یاب ہوکر گھر آ گئے، تو ہم سبھی نے اطمینان کی سانس لی۔ مگر موت کا وقت کب کسی پر رحم کرتا ہے، اور اس کا علاج کون کرسکتا ہے۔ اچانک ماہ مبارک (۲۲/رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ / مطابق ۷/مئی ۲۰۲۱ء جمعہ) کو مسلسل آنے والا ایک پیغام سبھی فرزندان ندوہ اور وابستگان خانوادہ حسنی کو غم ناک کر گیا کہ ہمارے حمزہ بھیا بھی اپنے رب کے جوار رحمت میں چلے گئے۔

مولانا حمزہ صاحب کے، حج کے سفر سے واپسی کے بعد قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ جناب صوفی انعام اللہ صاحب نے ان کو بیعت کی اجازت اور خلافت بھی دے دی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی یاد آ رہا ہے اس حقیر نے اپنے حضرت والا کی عنایت اور شفقت کی وجہ سے ایک بار حضرت والا سے درخواست کی کہ حضرت والا پر پوری دنیا کے مسائل کی ذمہ داری ہے، پوری دنیا میں پھیلے ہوئے حضرت والا کے خدام کے لئے اپنی اصلاح اور دینی دعوتی کوششوں کے لئے ہر بات کے لئے حضرت والا سے رابطہ کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے، تکیہ شریف کے سبھی لوگ پوری طرح تربیت یافتہ اور دینی ،دعوتی اور اصلاحی ضرورتوں سے واقف ہیں اگر حضرت والا ان کے لئے کچھ حضرات کو اجازت مرحمت فرمادیں تو ہمارے لئے آسانی ہوجائے۔ خصوصا حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی دامت برکاتہم ،حضرت مولانا سید واضح رشید صاحب، مولانا حمزہ حسنی صاحب ،مولانا سید عبد اللہ حسنی مرحوم اور مولانا سید بلال حسنی صاحبان کا نام اس حقیر نے اپنی عقل کے مطابق تحریر کیا تھا، اس حقیر کا یہ عریضہ تکیہ کے پتہ پر تھا، اس وقت وہاں پر صرف مولانا حمزہ صاحب ہی تشریف رکھتے تھے۔ حاجی عبد الرزاق صاحب نے اور وہاں تکیہ پر موجود کچھ لوگوں نے میری حاضری پر مزے لے کر یہ بات سنائی، کہ حضرت مولانا نے میرا عریضہ پڑھ کر مولانا حمزہ صاحب کو بلوایا، مولانا حمزہ صاحب خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت والا نے ہنستے ہوئے فرمایا، کہ کلیم نے تمہیں خلافت و اجازت دینے کے لئے لکھا ہے۔ ہم تمہیں اجازت تو دیں گے مگر ذرا بعد میں۔ بات اگرچہ ہنسی میں گذر گئی، مگر حضرت مولانا کے یہ جملے حضرت مولانا حمزہ صاحب نے حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے اعتماد کے آئینہ دار ہیں۔

یقیناً وہ ایک مثالی زندگی جی کر، جس کو مرنے کے بعد کے لئے کیسے جیا جاتا ہے، سیکھنے والوں کے لئے اپنی زندگی کے نورانی خطوط چھوڑ کر چلے گے، ہمارے حضرت والا سیدی وسندی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب کے لئے خصوصا، ان کے دست راست حضرت مولانا واضح رشید نور اللہ مرقدہ کے بعد، مولانا حمزہ صاحب کی ذات ایسی تھی جس سے ان کو حد درجہ طبعی، مزاجی اور فکری مناسبت تھی، اور جن پر ندوہ کے انتظامی امور میں کمال اعتماد حاصل تھا، ان کا وصال دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، خصوصا ہمارے حضرت والا کے لئے بظاہر نا قابل تلافی نقصان و خسارہ ہے، مگر اللہ تعالی کی ذات علی کل شئی قدیر، فعال لما یرید ہے، وہ اندھیرے سے دن کو نکالنے والی ہے۔ رب کریم اپنے فضل سے خاندان تکیہ میں کسی کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

مولانا حمزہ صاحب اس حقیر کے محبوب اور چہیتے محسنین میں تھے، ان کا اس حقیر پر بڑا حق ہے، یہ حقیر قارئین ارمغان سے مولانا محترم کے لئے زیادہ سے زیادہ دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔ ایسے محسن کے لئے قارئین اور اہل تعلق کا ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرنا اس حقیر پر ذاتی احسان ہوگا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مولانا سید حمزہ حسنی ندویؒ

تاثرات ومشاہدات

مولانا نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی

۲۴ رمضان ۱۴۴۲ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۲۱ء بروز جمعہ افطار سے قبل ایک سعید روح جسد خاکی سے نکل کر رحمت حق میں پیوست ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ع موت سے کس کو رستگاری ہے!

ایک ایسا دیدہ ور مدبر جو اپنی صلاحیتوں کا استعمال امت مرحومہ کے دفاع کے لیے کررہا تھا!

ایک ایسا عالم باعمل جو مادر علمی کی حفاظت وصیانت پر مامور تھا!

ایک ایسا مخلص فرد جو مادر درس گاہ کی افادیت ونافعیت کا دائرہ وسیع کررہا تھا!

ایک ایسا بے لوث منتظم جو مادر علمی کی ہمہ جہت تعمیر وترقی کے لیے سرگرم عمل تھا!

ایک ایسا مرد صالح جو اپنے بزرگ عم محترم کا نور چشم اور سرور قلب تھا!

ایک ایسا روشن دماغ جو درویش بھی تھا، مصنف بھی تھا، مدیر بھی تھا اور منتظم بھی تھا!

اس پیکر خاکی کو ہم دنیا والے مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی کے نام سے جانتے تھے۔

ادھر کچھ مدت سے وہ پیٹ کے مرض میں مبتلا تھے، تشویش ناک حالت کے مدنظر اسپتال میں داخل کیے گئے تھے۔ ڈاکٹروں نے علاج ومعالجے میں کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مولانا مرحوم نیک تھے۔ ان کی نیکیوں کا صلہ دنیا والوں نے یہ دیکھا کہ خدائے رحمٰن ورحیم نے ان کو سید الایام یعنی جمعے کے روز عصر کے بعد اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا۔ وفات کا سبب پیٹ کا مرض قرار دیا گیا۔ اس مرض میں مبتلا ہوکر وفات پانے والا صاحب ایمان صحیح حدیث شریف کے مطابق شہید ہوتا ہے۔

گزشتہ برس یعنی ۲۰۲۰ء سے وطن عزیز میں کیا پوری دنیا میں موت کا بازار گرم ہے، کتنے لوگ کووڈ-۱۹ نامی موذی عالم گیر وبا کا شکار ہوکر داعی اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں بہ قول نظیر اکبرآبادی:

قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا

کسی نے اپنے دردوکرب کا اظہار یوں کیا ہے:

یہ عجیب سال ہے ایک پل بھی نہیں سکوں
لکھتے لکھتے تھک گئے اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا حمزہ حسنیؒ نے ۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو اپنے آبائی مکان دائرہ سید شاہ علم اللہ حسنی تکیہ کلاں رائے بریلی (اترپردیش) میں آنکھیں کھولیں۔ والد ماجد کا نام مولانا سید محمد ثانی حسنی تھا۔ وہ برکۃ العصر میر کارواں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے برادر بزرگ تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام سیدہ خدیجہ تھا۔ وہ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی کی صاحب زادی تھیں۔ اپنے اکابر کے "حمزہ میاں" اور اپنے اصاغر کے "حمزہ بھیا" کی پرورش و پرداخت، ابتدائی تعلیم وتربیت ان کے عظیم خاندان کی ان مبارک شخصیات کے زیر سایہ ہوئی جو دین وعلم، فضل وتقوی، صلاح وفلاح، اخلاق وکردار اور ادب وثقافت میں ممتاز تھیں۔ اس کے بعد وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے یہاں سے عالمیت اور فضیلت کی تکمیل کی ۱۹۶۹ء میں حدیث شریف میں اختصاص کیا۔

مولانا مرحوم تکمیل درسیات کے بعد کچھ عرصہ معروف ملی و

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سیاسی رہنما ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی سے وابستہ رہے۔اس کے بعد والد مرحوم کے قائم کردہ دارالاشاعت مکتبہ اسلام کو اپنی دل چسپی کا مرکز ومحور بنایا۔یہی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔

انہوں نے ۱۹۸۲ء میں والد ماجد کے انتقال کے بعد ان کے جاری کردہ زنانہ ماہ نامے رضوان لکھنؤ کی ادارت سنبھالی۔ یہ ذمہ داری تادم مرگ ادا کرتے رہے۔اس ماہ نامے کا تعارف مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (م ۱۹۷۷ء) اپنے ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ میں یوں کراتے ہیں:

''رضوان-ایڈیٹر: سید محمد ثانی حسنی، ۳۲ صفحات، تقطیع: ۱۸×۲۲، پتہ: دفتر رسالہ رضوان، ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ۔

یہ رسالہ ایک بڑے بلند مقصد کو لے کر نکلنا شروع ہوا ہے۔ یعنی مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی فلاح واصلاح اور ان کی دینی واخلاقی تربیت۔سینما، ریڈیو، مخلوط تعلیم اور مخرب اخلاق شاعری کے طفیل ''جنسی انارکی'' اور بے حیائی وعریانی کا سیلاب اب اتنے زور وشور سے بڑھ رہا ہے کہ معمولی بند باندھنے کی تدبیر اس کے سامنے بالکل بے اثر ہو چکی ہے۔ایک دو نہیں، بیسیوں رسالے اور سیکڑوں کتابیں، ہندوستان اور پاکستان میں گویا اپنا مقصد حیات ہی اس عریانی کو بنائے ہوئے ہیں اور روز نامے ہیں کہ وہ بھی اس آگ کو ہوا دینے میں لگے ہوئے ہیں۔اس فضا میں کسی رسالے کا قدیم اسلامی رنگ کے تحفظ کے لیے میدان میں آنا ہے بڑی ہمت کا کام! اور شکر ہے کہ اس کی سعادت مولانا علی ندوی ہی کے خاندان والوں کے حصے میں آئی۔شریک ادارت بھی اسی خاندان کی ایک بانوے محترم امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ہیں۔

اس پہلے نمبر میں علاوہ اور مضامین کے مولانا کی والدہ محترمہ بی بی خیر النساء بہترؔ کی تعلیمی آپ بیتی بھی قابل ملاحظہ ہے، بلکہ جن کو بھی اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی عزت وحرمت کا خیال ہے، ان پر اس کی خریداری اور اعانت فرض ہے۔اللہ اس کے نکالنے والوں کی ہمت وعزم وحوصلے میں برکت واستقامت عطا فرمائے۔'' (شمارہ ۲۱ ردسمبر ۱۹۵۶ء)

مولانا حمزہ حسنی علمی وقلمی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ وہ اعلیٰ علمی، تاریخی اور ادبی ذوق کے حامل تھے۔ان کے یہ اوصاف موروثی اور خاندانی تھے۔انہوں نے ''سیرت امہات المومنین'' ''تذکرہ صحابیات'' اور ''تذکرہ حضرت سید احمد شہید'' جیسی کتابیں تحریر کیں۔انہوں نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے مذہبی، دعوتی، علمی، تاریخی اور ادبی خطوط ''مکتوبات مفکر اسلام'' (۱-۵ جلد) اور اپنے والد ماجد کی کتاب ''خانوادۂ علم اللّٰہی'' کو اپنے عالمانہ ومؤرخانہ حاشیوں کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا۔ماہ نامہ رضوان میں ان کے تحریر کردہ متعدد اداریے اور مضامین اس پر مستزاد ہیں، یہ تاہنوز غیر مدوّن ہیں۔

مولانا مرحوم آسان زبان لکھتے تھے۔ان کی تحریریں اپنے اندر جاذبیت اور دل کشی رکھتی ہیں۔ وہ بھاری بھرکم الفاظ اور پرشکوہ تعبیرات سے اجتناب کرتے تھے۔وہ سلاست وفصاحت پر زور دیتے تھے۔

مولانا مرحوم مقامات شریعت ومنازل طریقت سے واقف تھے۔ وہ تزکیہ واحسان اور تصوف وسلوک کے قائل تھے۔اوراد ووظائف اور اذکار واشغال کے پابند تھے۔ پاس انفاس اور ذکر قلبی کا اہتمام کرتے تھے۔انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی، پھر مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے تجدید بیعت کی۔قطب وقت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ صوفی انعام اللہ لکھنویؒ نے ان کو اجازت بیعت سے نوازا۔رمضان ۱۴۴۰ھ میں برکۃ العصر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے ان کو اپنے تمام سلسلوں میں داخل کر کے اجازت وبیعت خلافت سے سرفراز کیا۔

مولانا حمزہ حسنیؒ نے ایک متحرک اور قابل تقلید طویل زندگی گزاری۔وہ متعدد دینی، ملی، دعوتی، علمی، تعلیمی، ادبی اور ثقافتی تنظیموں اور اداروں سے مختلف حیثیتوں سے وابستہ رہے۔ وہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

۱۹۹۰ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس انتظامی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۲۰۰۰ء میں ناظر عام مقرر ہوئے۔ ۲۰۰۶ء سے تادم مرگ ترجمان ندوہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ کے نگراں رہے۔ اس کے معیار کو بلند سے بلند تر کیا۔ جس کی وجہ سے قارئین کا حلقہ مزید وسیع ہوا۔ اعلیٰ انتظامی اہلیت اور گوناگوں صلاحیتوں کے مالک حسنی خاندان کے اس چشم و چراغ کو ندوۃ العلماء کے صائب الرائے و بالغ نظر ارکان مجلس انتظامی نے باتفاق رائے مارچ ۲۰۱۸ء میں نائب ناظم ندوۃ العلماء منتخب کیا۔

مولانا مرحوم کے زمانے میں مادر علمی کی ہمہ جہت ترقی ہوئی۔ ان کی نگرانی میں احاطہ دار العلوم میں ڈاکٹر عبد العلی حسنی اسپتال، علامہ شبلی نعمانی لائبریری سے متصل جدید درس گاہ، رواق مولانا ابوالحسن علی اور رواق مولانا محمد علی مونگیری کی تعمیر ہوئی۔ ان کا سب سے عظیم کارنامہ دار العلوم کی وسیع و عریض، حسین و جمیل مسجد کی توسیع، تزئین و تعمیر جدید ہے۔

انہوں نے ۱۹۸۴ء میں مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی رائے بریلی میں قائم کی۔ اس کے تحت طالبات کی دینی تعلیم کے لیے جامعہ عائشہ، طلبہ کے لیے مدرسہ سید احمد شہید تحفیظ القرآن، صفیہ بانو اسکول اور مسافر خانہ ایوان فریدی کے نام سے سرگرم عمل ہیں۔

وہ ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۵ء تک متواتر ۲ بار اتر پردیش سنی سنٹرل وقف بورڈ کے رکن رہے۔

مولانا حمزہ حسنیؒ اعلیٰ اسلامی محاسن و اوصاف کے مالک تھے۔ وہ اپنی دین داری، دیانت داری، امانت داری، خوش اخلاقی، خوش گفتاری، بردباری، نرم خوئی، کم گوئی، معاملہ فہمی، کم آمیزی، بالغ نظری، دور اندیشی، بے تعصبی، حمیت و غیرت مندی، تواضع، انکسار اور اصابت رائے اور وضع داری جیسی نمایاں خصوصیات کے باعث ایک مثال تھے۔ وہ پوشاک، خوراک اور رہن سہن کے اعتبار سے وارستہ مزاج تھے۔ تکلفات سے بری تھے۔ سادگی اور متانت ان کی فطرت ثانیہ تھی۔ ان کا سینہ کینے سے پاک تھا۔ وہ اصول پسند اور نظم و انضباط کے پابند تھے۔ اپنے ماتحتوں پر شفیق تھے۔ ان کو ڈانٹنا تو دور کبھی جھڑک کر بات نہیں کی۔ ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرتے تھے۔ وہ ملکی و عالمی حالات، سیاسی اتار چڑھاؤ اور حکومت کے منصوبوں و اقدام سے باخبر رہتے تھے۔

مولانا مرحوم چھوٹوں کی حوصلہ افزائی خوب کرتے تھے۔ ان کی ترقیوں سے خوش ہوتے تھے۔ ان کو مفید مشورے دیتے تھے۔ راقم پر بڑی شفقت کرتے تھے۔ کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی ندوۃ العلماء میں معاون علمی کی حیثیت سے راقم کا تقرر مولانا مرحوم کی سفارش پر ہوا۔ تعمیر حیات لکھنؤ کی مجلس مشاورت میں راقم کو شامل کیا۔ کچھ مدت قبل یہ مشورہ دیا کہ مولانا عبد الماجد دریابادیؒ نے مولانا علی میاں ندویؒ کی کتابوں پر جو تبصرے کیے ہیں، ان کو ''صدق'' سے نکال کر جمع کرو۔ یہ کام ابھی چل رہا ہے۔ اسی طرح گزشتہ ۷/اپریل کو جب اسپتال میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا تو بہت بے تکلفی اور بشاشت سے ملے۔ خوب باتیں کیں۔ سنی وقف بورڈ کے متعلق گفتگو کی۔ مارچ ۲۰۲۱ء میں راقم وقف بورڈ کا رکن منتخب ہوا تھا۔ دیگر موضوعات پر دیر تک باتیں کرتے رہے۔ آخر میں یہ مشورہ دیا کہ اپنے کو علمی دائرے میں رکھو۔ مولانا دریابادیؒ پر اچھی طرح تحقیقی کام کرو۔ اس سلسلے میں نوجوان علماء کی ایک ٹیم بنا کر اپنی نگرانی میں کام کراؤ۔ عالم ناسوت میں مولانا مرحوم سے یہ آخری مفصل ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۷/مئی کو وہ راہی جنت ہوگئے۔ عشاء کی نماز کے بعد دار العلوم کے وسیع احاطے میں ان کی نماز جنازہ استاد گرامی قدر مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ مہتمم دار العلوم نے پڑھائی۔ کووڈ-۱۹ کے ضوابط کی پابندی کا اثر نماز پر ظاہر ہو رہا تھا۔ اس کے بعد جنازہ رائے بریلی روانہ ہوا جہاں فجر کے بعد تکیہ کلاں میں تدفین ہوئی۔

کس کو لاتے ہیں بہر دفن کہ قبر　　ہمہ تن چشم انتظار ہے آج!

بہ گیتی گر کسے پایندہ بودے　　ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

موت سے کس کو رستگاری ہے

ہمارے نشاط بھائی، یعنی ڈاکٹر شاہ عباد الرحمٰن نشاطؒ

مولانا محمد کلیم صدیقی

علیم وحکیم، فعال لما یرید علی کل شئی قدیر، رب کائنات کے قضاوقدر کے فیصلے، اس ذات عالی کے علم وحکمت کے شایانِ شان ہوتے ہیں، جو ہماری چھوٹی عقل وشعور میں کہاں آنے والے ہوتے ہیں، ہم لالچی اور ہر طرح کی پریشانی اور چاہت وخواہش کے خلاف ہونے کے تصور سے بچنے والے انسان تو بس خوشیوں، راحت اور آرام کے خواہاں ہوتے ہیں، غم، نقصان، صدمہ اور افسوس کی خبریں سننے کو دل نہیں چاہتا، بس ہر وقت دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی اچھی اور خوشی کی خبر سننے یا دیکھنے کو ملے۔ مگر حکیم وخبیر، عالم الغیب والشہادہ، مدبر کائنات جانتے ہیں کہ کون سا وقت کس حال کے لئے مناسب ہے، ہم کمزور بندے جس خبر اور حادثے کی تصور سے بھی اداس ہو جاتے ہیں، اور جن حادثات کے خیال سے سانسیں رکنے لگتی ہیں، ان پر خالق کائنات کے قضاوقدر کے فیصلے غالب آتے ہیں اور اس ذات عالی کی علم وحکمت کے مطابق اس کے مناسب ترین وقت پر فیصلہ ہو کر رہتا ہے، قضاوقدر کا وہ فیصلہ بظاہر کتنا ہی صبر آزما اور مشکل ہو، رب کائنات اپنے بندوں کو صبر اور ہمت دے کر دل تھام لیتے ہیں، اور وقت کے مرہم سے زخم کو رفتہ رفتہ مندمل بھی فرما دیتے ہیں۔

اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے جانا ہے، یہاں کے رشتے ناپائیدار ہیں، کتنا کوئی اپنا ہو، اور کتنا دل کے قریب بلکہ دل میں بسا ہوا ہو، اگر آخری درجہ میں وفادار بھی ہو، تو یا وہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے، یا آپ کے چلے جانے سے وہ چھوٹ جاتا ہے۔

ایک زمانے سے کبھی وسوسہ کے طور پر بھی یہ خیال آجاتا تھا کہ میرے پیارے (غریب) نشاط بھائی سے جدائی ہو جائے گی تو دل بیٹھنے سا لگتا تھا، ایسا لگتا تھا کہ اس خیال سے سانسیں رکی سی جارہی ہیں، مگر اس قید خانہ جہاں میں ہر ناپسند حال کو سہنا ہی پڑتا ہے۔ ۲۸/ رمضان کو مغرب کے بعد چھوٹے بھائی حلیم میاں کا میسیج آیا کہ نشاط بھائی کو ایک ہسپتال سے بہتر علاج کے لئے بی ایل کپور ہوسپٹل لے جارہے تھے، راستے میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

چار و ناچار اس خبر پر یقین کرتے ہوئے، رب کے تجویز کردہ نسخے: واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین کی طرف بھی ٹوٹے ہوئے دلوں کو تھامنے والے، اور بندوں کو صبر و ہمت دینے والے رب نے ہی متوجہ کیا، دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور صرف جس کے سامنے اپنا دکھ سنانے سے دکھ ہلکا ہو سکتا ہے اس کے حضور اپنا دل کھول کر رکھنے کی توفیق بھی اسی ذات عالی نے دی۔

مخبر صادق ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق خالق کائنات نے کائنات کو بنانے سے قبل روحوں کو پیدا فرمایا اور ان ارواح کو الست بربکم کا سبق پڑھا کر قالوا بلیٰ کا عہد الست لیا، اس وقت کچھ ارواح ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں، کچھ ارواح جن کی پشتیں لگی ہوئی تھیں، وہ روحیں جو آمنے سامنے تھیں، جب بھی کبھی دنیا میں ملتی ہیں، تو ایک دوسرے سے ایسے مانوس ہو جاتی ہیں جیسے کب سے ایک دوسرے کی عزیز ہوں، اور جن کی پشتیں ملی ہوئی تھیں وہ زندگی بھر ساتھ دیتی ہیں مگر ان سے مناسبت نہیں ہوتی۔

نشاط بھائی سے اس حقیر کی پہلی ملاقات ۱۹۷۷ء میں تکیہ شاہ علم اللہ میں اپنے حضرت والا کے یہاں ہوئی تھی، جب وہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

امریکہ سے پہلی بار تشریف لائے تھے، مجھے یہ پتہ چلا کہ یہ صاحب حضرت شاہ علم اللہ کے خاص رفیق، حضرت شاہ سلطان بلیاوی (خلیفہ حضرت شاہ آدم بنوری) کے خانوادہ سے ہیں، اورآپ شکاگو امریکہ میں انگریزی کے استاد ہیں، میرے حضرت والا کی نہایت توجہ وعنایت ان کی طرف رہتی تھی، اس توجہ کو دیکھ کر:

تجھے میں کیوں نہ چاہوں تو مرے جائے کا جایا ہے

دل ان کی ذات سے چپک گیا، زمان ومکان اور مراتب کے اتنے فرق کے باوجود، کہ پہلے ہی سے وہ بیگوسرائے کے لکھمنیاں بہار کے رہنے والے، اور اب سات سمندر پار امریکہ میں قیام پذیر تھے، پھر وہ انگریزی میں امریکہ سے پی ایچ ڈی، اور وہاں اسسٹنٹ پروفیسر کی پوسٹ پر فائز تھے، اور یہ دیہاتی گھسیارہ، نیکی اور علم وعمل ہر لحاظ سے تہی دامن:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر شاید وہ ازل میں روحوں کی مواجہت غالب آئی، چوالیس سالہ مدت میں تعلق مناسبت اور بے تکلفی روز بڑھتی رہی۔

دوبارہ وہ امریکہ سے آئے، بعد میں حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے مشورہ سے مکہ مکرمہ جامعہ ام القریٰ میں شعبہ انگریزی میں پروفیسر ہوگئے اور مکہ مکرمہ سے بھی ان کا آنا ہوتا رہا، حسن اتفاق کہ اکثر وہ تشریف لاتے تو یہ حقیر بھی حضرت مولانا کی خدمت میں حاضری دیتا، اور کبھی کبھی ہفتے ہفتے بھر تکیہ میں ان کے ساتھ رہنا ہوتا، کبھی شہر سے کوئی ضرورت ہوتی، کسی سے ملنے جانا ہوتا، تو یہ حقیر ساتھ جاتا، یہ حقیر تو ان سے نام اور تعارف کے ساتھ متعارف رہتا، مگر اس حقیر کو اپنی اوقات کا احساس تھا کہ مشدّ د آباد (مظفر نگر) کے گاؤں کا ایک گھسیارہ کہاں، اور ایسے عالی مرتبت خانوادہ کا امریکہ سے تعلیم یافتہ پروفیسر کہاں، اس لئے اپنے تعارف کی نوبت نہیں آئی، جب وہ مکہ مکرمہ منتقل ہوگئے، تو اپنے اہل تعلق محبّ گرامی جناب مولانا عبدالحسیب ندوی، عزیزی حافظ ادریس وغیرہ یا کوئی عزیز عمرہ کے لئے جاتے تھے، حرم کی دعاؤں کے لالچ اور کچھ جانے والوں کی وہاں سے ضرورت میں مدد کے لئے یہ حقیر نشاط بھائی کو عریضہ لکھنے کا بہانہ تلاش کرتا، نہ صرف یہ کہ وہ جواب عنایت فرماتے، بلکہ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے وہ عاشق زار خادم تھے، اس نسبت سے وہ تمام اہل تعلق کا حد درجہ اکرام فرماتے، بہت اصرار سے وہ حرم سے اپنی کار میں بٹھا کر ان کو عزیزیہ جنوبیہ میں جہاں ان کا مسکن تھا، لے جاتے۔ بالاصرار قیام اور طعام کا بڑی فراخ دلی کے ساتھ نظم فرماتے۔ غائبانہ طور پر وہ میرا نام بھی جان گئے تھے، میرے حضرت والا کے اہل تعلق میں شاید تذکرہ ہوا ہوگا، مسلسل خط وکتابت سے یہ تعلق بڑھتا گیا، اس درمیان رمضان المبارک میں ان کا مکہ مکرمہ سے ہندوستان کا ایک سفر ماہ مبارک کے کچھ ایام تکیہ میں گذارنے کی غرض سے ہوا، یہ حقیر وہاں حاضر تھا، انھوں نے مجھے بذریعہ خط اطلاع کی کہ ماہ مبارک میں ہندوستان کا سفر ہے، آپ سے ملاقات کا بے حد اشتیاق ہے، نیت ہے کہ ایک دو روز آپ سے پھلت آکر ملاقات کروں گا۔ یہ حقیر تکیہ شریف میں حاضر تھا، نشاط بھائی تشریف لائے، ان سے ملاقات ہوئی، یہ حقیر تو ان کو تعارف سے پہچانتا تھا، مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ میں کلیم ہوں، بس وہ اخلاقی قدروں کا لحاظ کرکے تپاک سے ملے اور بولے، دیکھئے حضرت مولانا کے یہاں حاضری کی برکت سے آپ سے یہاں ملاقات ہوگئی ہے، بس وہ اس لئے ذرا تپاک سے ملے کہ یہ تکیہ میں حاضر ہونے والا حضرت مولانا کے خدام میں سے ایک ذرا زیادہ آنے والا خادم ہے۔

بنگلے کے برآمدے میں پڑے تختوں پر ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اس حقیر نے ٹوہ لینے کے لئے عرض کیا کہ آپ اس حقیر سے بڑے تپاک سے مل رہے ہیں، مگر شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ اس حقیر کا نام کلیم صدیقی ہے، نشاط بھائی اک دم کھڑے ہوگئے اور دیر تک سینے سے لگائے بھینچتے رہے اور بولتے رہے کہ اچھا آپ ہیں میرے کلیم بھائی، آپ کے ساتھ تکیہ اور ندوہ میں کتنے دن

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

گذارے ہیں، میں تو خیال کر رہا تھا کہ پھلت جا کر جب کلیم بھائی سے ملنا ہوگا تو پتہ نہیں کیسا لگے گا، ارے آپ تو میرے کلیم بھائی ہیں، اس کے بعد یہ تعلق بڑھتا گیا۔

بزرگوں، اہل دین اور علماء سے انہیں حددرجہ تعلق تھا، امریکہ کے قیام کے دوران بھی وہ آنے والے مشاہیر اور بزرگوں کی میزبانی کا شرف حاصل کرتے تھے، اور اپنی فطری شرافت سے بزرگوں، ہمارے حضرت والا مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ سے تو ان کا عاشقانہ تعلق تھا ہی، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا منظور نعمانیؒ حضرت شاہ عبدالرحیم مجددیؒ جیسے بزرگوں کے یہاں ان کو بہت ہی اپنائیت کا تعلق نصیب رہا، مکہ معظّمہ کے قیام کے دوران تو یہ تعلق اور بھی علماء سے ہوگیا، وہ سبھی اکابرین کی میزبانی فرماتے، قیام نہیں بھی ہوا تو ازراہ تعلق ایک دوروز کے لئے یا کم ازکم ایک دو بار کھانے پر یہ حضرات نشاط بھائی کے یہاں ضرور تشریف لاتے، اور وہ محض لوجہ اللہ مخلصانہ ضیافت پر خوشی کا اظہار فرماتے۔

اس حقیر کے لئے یہ بات بڑے ہی مزے کی اور خوشی کی تھی کہ حضرت سیدی وسندی حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ اس حقیر سے نشاط بھائی کے تعلق سے بہت خوش ہوتے تھے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے یہاں تشریف لاتے تو اس حقیر سے نشاط بھائی کے ساتھ رہنے اور ان کے گھر جانے کا ذکر فرماتے تھے، کبھی لکھنؤ اس حقیر کی حاضری ہوتی اور نشاط بھائی آنے والے ہوتے تو فرماتے نشاط صاحب بھی آنے والے ہیں، اور کبھی نشاط بھائی ہوتے اور یہ حقیر حاضر ہونے والا ہوتا تو نشاط بھائی سے فرماتے کہ کلیم آنے والے ہیں۔ کتنی بار ہم دونوں سے حضرت نے ارشاد فرمایا، تمہاری دوستی سے بہت خوشی ہوتی ہے، ندوہ میں یا تکیہ میں قیام کا بھی ساتھ میں نظم فرماتے، حضرت مولانا کے اس تعلق سے خوشی ہم دونوں کی محبت کے لئے بڑی سند ہوتی تھی۔

مکہ مکرمہ سے ایک بار اس حقیر کے نام ڈاک سے ایک خط بھیجا، اس میں نشاط بھائی نے، جن کو شاید ذرا کم عمری میں اس حقیر کو ہریانہ پنجاب میں کام کی ضرورت کے لئے یا اس دیہاتی کو کم ازکم نسبت کی لاج سے سلسلہ کی بدنامی سے بچانے کے لئے حضرت مولانا کی طرف سے اجازت بیعت کی خبر ہوئی، یا کوئی اور وجہ ہوئی، مجھے لکھا:

میرے بہت پیارے کلیم بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اللہ کرے آپ بخیر وعافیت ہوں

آپ ہمارے حضرت کے خوش قسمت مریدین میں ہیں، جنھوں نے حضرت مولانا مدظلہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے، آپ سے اس غریب نشاط کی درخواست ہے کہ آپ مجھے شیخ سے استفادہ کے ایک دو ایسے ٹپس تحریر فرمائیں، کہ یہ حقیر بھی حضرت والا سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکے، اس حقیر کے لئے دعا بھی فرمائیں کہ یہ حقیر اپنے حضرت والا سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکے۔ یہ حقیر حرم شریف میں جاکر آپ کے لئے دعا کرتا ہے۔

والسلام آپ کا بھائی نشاط

اس حقیر کو جسے اپنے حضرت والا کے قدموں میں حاضری کے صدقہ میں اپنی اوقات کا احساس ہو چلا تھا، نشاط بھائی کے خط سے بڑی شرمندگی سی ہوئی، مگر نہ جانے کیوں، شاید مکہ مکرمہ کی نسبت یا خود نشاط بھائی کی نسبتوں کی وجہ سے الامر فوق الادب کا خیال کرکے جو دل میں آئے جواب لکھنے کا تقاضہ ہوا۔ اس حقیر نے جواب لکھا:

میرے پیارے نشاط بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ جیسے بڑے، حضرت کے معتمد اور پیارے کا عنایت نامہ، وہ بھی مکہ مکرمہ کی پاک سرزمین سے اس حقیر کے لئے بڑا سرمایہ ہے یہ دیہاتی گنوار مظفرنگر کا گھسیارہ کہاں اور حضرت مولانا مدظلہ العالی سے استفادہ کا حق ادا کرنا کہاں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں؟ یہ سب تو خود آپ سے سیکھنے کی چیزیں ہیں، مگر شاید آپ کے مقام اور مکہ مکرمہ کی نسبت سے مرعوب ہوکر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الامر فوق الادب سے تحت دل میں ایک بات آ رہی ہے، وہ عرض کرتا ہوں۔

یہ حقیر یہ سمجھا ہے کہ اپنے شیخ کو نبی اور رسول تو نہ سمجھے، کہ نبوت اور رسالت کا دروازہ تو بند ہو گیا ہے، اس کے علاوہ اپنے شیخ کی عقیدت میں جس قدر زیادتی ہوگی، اسی درجہ کا فیض اللہ تعالی شیخ سے جاری فرما دیں گے، اس حقیر نے اپنے حضرت کے خادم خاص مخدومی حاجی عبدالرزاق کے جوتوں کو عقیدت سے جب بھی سینہ سے لگایا، اور ان کی خاک کو سرمہ بنا کر عقیدت سے آنکھوں میں لگایا، الحمد للہ اس حقیر پر کچھ نہ کچھ فتوحات کے دروازے کھلے۔ آپ کی دعاؤں کا بہت مشکور ہوں۔ والسلام

محتاج دعا آپ کا کلیم

اس عریضہ کا نشاط بھائی بہت ذکر کرتے تھے، مجھے ایک بار بتایا، کلیم بھائی آپ کا یہ خط میں نے بہت لوگوں کو دکھایا، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاںؒ اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب، دونوں سلسلۂ تھانوی کے دو اہم بزرگ جن سے نشاط بھائی کا بہت ہی قریب تعلق تھا، جناب حاجی فاروق صاحب اور جناب ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہما کو بھی یہ عریضہ انھوں نے دکھایا تھا۔

۱۹۹۳ء میں اس حقیر نے حج کا ویزہ لگوایا اور ٹکٹ کا نظم کر کے سفر کیا، جبل کعبہ پر ان عمارتوں میں ایک سیٹ حج سیزن کے لئے بک کر لی، نشاط بھائی کو میری حاضری کا علم ہوا، وہ تلاش کرتے رہے اور کسی طرح مدرسہ صولتیہ کے واسطے سے اس حقیر کے پاس پہنچے اور میرا بیگ اپنے سر پر رکھ کر میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھا کر لے گئے، اور کسی طرح بھی اس کے لئے راضی نہیں ہوئے کہ یہاں ہی رہوں اور آتا جاتا رہوں، گھر پر ہی قیام کا اصرار کیا، خوش قسمتی سے معلوم ہوا کہ مولانا حمزہ حسنی ندوی بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کو بھی تلاش کر کے گھر لے گئے، اور پھر ہم لوگوں کو ساتھ میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے بعد جب تک نشاط بھائی کا مکہ مکرمہ قیام رہا، یہ حقیر بے تکلفی سے خود ہی عزیزیہ جنوبیہ میں ان کی قیام گاہ پر حاضر ہو جاتا، سامان وہاں رکھ کر پھر عمرہ وغیرہ کیا کرتا۔ قیام کتنا بھی طویل ہوتا، وہ آخری درجہ میں خوش ہو کر ضیافت کرتے۔

اپنے پہنے ہوئے کپڑے کسی شریف آدمی کے ہاتھوں میں دینا مجھے زیادہ اچھا نہیں لگتا، کپڑے بدل کر اس حقیر نے بیڈ کے نیچے چھپا کر رکھ دیئے کہ رات میں سب سو جائیں گے تو دھولوں گا، حرم چلا گیا تو معلوم ہوا کہ نشاط بھائی نے وہ کپڑے تلاش کر کے دھلوا کر پریس کر کے رکھ دیئے، اس حقیر نے لاکھ کوشش کی، وہ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں مگر انھوں نے مجھے ہی ماننے پر مجبور کر لیا، ان کی بے نفسی اور کریمانہ اعلی ظرفی تھی کہ ایک روز کھانے کے بعد بڑی بچی آمنہ، خلیل جو اس وقت چھوٹے ہی تھے، اور نشاط بھائی تینوں آئے، کلیم بھائی ہمارے ایک قضیہ میں آپ فیصلہ کروا دیں، میں نے عرض کیا کہ کیا قضیہ ہے، بتایئے؟ نشاط بھائی بولے کلیم چچا کے کپڑے یہ دونوں ایک ایک کر کے دھو دیتے ہیں، آج میں نے کہا کہ میرے حصہ میں کب یہ خدمت آئے گی، یہ مان نہیں رہے ہیں کلیم بھائی ایسا کریں آج قرعہ ڈال دیں، کلیم بھائی ٹھیک ہے، تین پرچیاں نشاط بھائی نے بنائیں، شاید خلیل نے ان پر آمنہ، خلیل اور ابو نام لکھے، چھوٹے بیٹے عمر میاں کو بلایا گیا کہ وہ پرچی اٹھائیں، قرعہ ابو کے نام نکلا، نشاط بھائی نے نعرہ لگایا، غریب نشاط زندہ باد، اس حقیر نے کہا، اب تو آج میں خود دھولوں گا، مگر وہ نہیں مانے اور بہت خوش ہو کر کپڑے دھوئے۔

امریکہ سے انگریزی میں پی ایچ ڈی، ام القریٰ یونیورسٹی کا پروفیسر، ایک ولی کامل، اور یہ حال۔ بس

جس کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

اللہ کا قانون ہے ...کہ:

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

نشاط بھائی کی عنایت اور محبت کی وجہ سے گھر کے سبھی لوگ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اس حقیر سے گھر کے فرد کی طرح تعلق رکھتے تھے، ایک بار اس حقیر کی ماہ مبارک میں عمرہ کے لئے حاضری ایسے وقت میں ہوئی، جب شاہ فہد نے شاہ عبداللہ کو ولی عہد نامزد کیا تھا، اور شاہ عبداللہ کی مکہ مکرمہ میں ماہ مبارک میں آمد تھی، نہ جانے کیا سیاسی مصلحت تھی کہ ان کی آمد کے موقع پر جدہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک اور خود مکہ مکرمہ کی سڑکوں کو لائٹنگ سے خلاف معمول سجایا گیا تھا، اس کی تیاریاں مکمل ہوئی تھیں کہ اگلے روز شاہ عبداللہ کی آمد تھی، اسی سے قبل رات میں میری جدہ سے مکہ مکرمہ آمد ہوئی، روڈ پر ایسا چراغاں اس حقیر کے لئے بھی حیرت کی بات تھی۔ یہ حقیر حسب معمول عزیزیہ جنوبیہ میں نشاط بھائی کے گھر پہنچا، تو نشاط بھائی کی بڑی بچی عزیزہ آمنہ نے بڑی سادگی سے کہلوایا کہ چچا آپ نے اپنی آمد کی خبر ذرا دیر سے کی، ہم معذرت خواہ ہیں کہ جلدی میں استقبال کی زیادہ تیاریاں نہیں کر سکے، آپ پہلے سے اطلاع دیتے تو ہم راستوں کو اور زیادہ سجاتے۔

ان کی فطری سلامتی اور ہر جگہ اور ہر موقع سے خیر تلاش کرنے کے مزاج کی وجہ سے وہ ولایت، تعلق مع اللہ کے اس مقام پر پہنچ گئے تھے، جس کا عام لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے، شاید ۱۹۹۳ء کے حج میں ہم لوگ آخری روز جمرات سے رمی کر کے عزیزیہ ٹرمنل سے نکل کر حج مکمل ہونے کی خوشی میں پیدل ان کے گھر آرہے تھے، خیریت سے حج ہو گیا اور ہمارے رب نے حج کی سعادت نصیب فرمائی، سبھی لوگوں پر خوشی اور شکر کا غلبہ تھا، نشاط بھائی خوشی سے بولے، کلیم بھائی کچھ سنایئے، اس حقیر نے کہا: نشاط بھائی بتایئے کیا سناؤں، غزل سناؤں یا نظم سناؤں، یا گیت سناؤں، نشاط بھائی بولے جو چاہے سنایئے، آج اس حقیر کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا ملفوظ یاد آ گیا کہ: کیسا بھی فرسودہ سا شعر ہو، تصوف و سلوک میں لے آؤ، تو اس میں معنی پیدا ہو جائیں گے، بچپن میں کبھی گلیوں میں ریڈیو پر ایک گانا کانوں میں پڑتے پڑتے یاد سا ہو گیا تھا، گلا ذرا اچھا تھا، میں نے سنانا شروع کیا:

چودھویں کا چاند ہو یا آفتاب ہو
جو بھی ہو تم خدا کی قسم لاجواب ہو

نشاط بھائی کی طرف اشارہ کر کے یہ گانا میں نے ذرا اونچی آواز میں سنانا شروع کیا، سب واپس ہونے والے حاجی ہماری طرف دیکھ رہے تھے، نشاط بھائی میرے منھ پر ہاتھ رکھتے کلیم بھائی، بس سارے حاجی ہمیں عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے ہیں اس حقیر نے مزے میں کہا کہ نشاط بھائی، اب تو میں پورا سناؤں گا، اس بندہ خدا کی طبع سلیم اس واقعہ کو ہمیشہ یاد کرتے اور کہتے کلیم بھائی اللہ کے لئے تعلق ہمیشہ کام دیتا ہے، اس روز آپ کے گانے نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا، کسی انسان کو میں کہیں بھی کوئی حرکت کرتے دیکھتا ہوں تو مجھے اس سے بدگمانی نہیں ہوتی، نہ حقارت دل میں آتی ہے، خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ کسی نیکی کی توفیق کے شکر میں جس طرح آپ خوش خوش گانا گا رہے تھے، اور ہم مزے لے لے کر سن رہے تھے، شاید یہ بھی کسی ایسے ہی حال میں ہوں گے۔

عمر، مقام، علم و عمل، مراتب کے آخری درجہ کے فرق کے ساتھ نشاط بھائی کو تواضع اور بے نفسی کے پردہ میں یہ حقیر ان کو اپنا رفیق اور بے تکلف دوست سمجھتا رہا، اور وہ پردہ کے پیچھے آناً فاناً میں روحانی پرواز کرتے رہے، انھوں نے اپنا روحانی اور عرفانی سفر اس تیزی سے طے کیا کہ لوگوں کو ان کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے اپنی ٹوپیاں اتارنی پڑتی تھیں۔

یقیناً وہ اس زمین پر اللہ کی آیات میں ایک عظیم آیت تھے، فرق مراتب کے باوجود نشاط بھائی کی عنایات اور محبت میں حد درجہ قریب سے دیکھنے اور پرکھنے کے بعد اس حقیر کا یہ خیال ہے کہ وہ اس زمانہ میں اللہ کے ولیوں اور عارفین کے بارے میں کئے جانے والے بہت سے سوالوں کا جواب تھے۔

اولیائے متقدمین اور عارفین کے تذکرے میں یہ بات پڑھنے کو ملتی ہے، کہ اللہ کے کچھ نیک بندے اللہ کی رحمت کا ایسا مظہر بن جاتے ہیں کہ ان کا وجود اللہ کی مخلوق پر بہت سی بلاؤں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے حفاظت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں ایسا ولی کوئی ہے تو دل بے اختیار کہتا کہ ہمارے نشاط بھائی تو یقیناً اس مقام پر ہیں، کہ ان کا وجود اللہ کی مخلوق پر بہت سی بلاؤں کے نزول سے رکاوٹ ہوتا ہے۔

اللہ کے اولیاء کی یہ پہچان حدیث وسنت میں بھی آئی ہے کہ اللہ کے ولی وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے، کسی شاعر نے کہا ہے:

فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے، اس کو ترا دیدار ہو جائے

علامہ اقبال نے بھی ایسے ہی ولیوں کے لئے کہا ہے:

مجسم حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بتا اے دل، کوئی ایسا حسیں بھی ہے حسینوں میں

آج کے دور میں ایسے ولی کا پتہ بتاؤ کہ جس کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے، تو بے تکلف یہ جواب دینے کو دل ہوتا تھا کہ میرے نشاط بھائی الحمدللہ اس مقام پر فائز ہیں۔ نہ جانے کتنے لوگ اس حقیر کے ساتھ بیک زبان یہ کہنے والے ہوں گے کہ نشاط بھائی سے ملنے والوں میں کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا جس کو ان سے ملنے کے بعد اللہ سے تعلق پیدا کرنے کا شوق پیدا نہ ہوتا ہو۔

آج کے دور میں ایسا مومن کامل بھی کوئی ہے جو صرف اللہ کے لئے جیتا ہو، اللہ کے لئے کرتا ہو، تو دل اندر سے بے اختیار یہ کہتا تھا، جی جی ہمارے نشاط بھائی۔ ایسا کوئی اللہ کا نیک بندہ اور متقی جس کی زندگی آخری درجہ میں شبہ سے پاک ہو، اور اس کے اندر شرعی اصولوں کی آخری درجہ میں حساسیت ہو، تو جواب بے تکلف آتا کہ جی الحمدللہ ہمارے نشاط بھائی ہیں۔

نقش بندی سلسلہ کے بزرگوں کے احوال کے ضمن میں وہ اکثر مجدد الف ثانیؒ کا ملفوظ ذکر کرتے تھے کہ اگر میں زندگی بھر اس کی کوشش کروں کہ ایک ساعت کے لئے اپنے اللہ سے غفلت میں گذاروں، تو شاید پوری زندگی کی کوشش کے باوجود میرے لئے ممکن نہ ہوگا۔ جب یہ ملفوظ وہ سناتے اور بار بار سناتے تو اس حقیر کو ہمیشہ یہ لگتا تھا کہ وہ مجدد الف ثانیؒ کا نہیں بلکہ خود اپنا حال بیان کر رہے ہیں۔ ان کا حال خلوت در انجمن کا بظاہر ذرا سا بھی ذوق رکھنے والا محسوس کرتا تھا۔

مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران بھی وہ چھٹی کے دن میں کچھ دیر کے لئے اپنے بزرگوں کی کسی کتاب کی تعلیم کے بہانے اہل تعلق کو جمع کرتے، اس مجلس کا فائدہ ہر شریک نقد محسوس کرتا تھا، وہ سعودیہ سے ہندوستان واپس آئے تو اس حقیر نے بھی ان کے وجود سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان سے درخواست کی، شاہین باغ میں سنیچر کے روز بعد مغرب تا عشا ایک مجلس شروع ہوئی، اتوار کے روز احمد عبداللہ بھائی کے یہاں اور جمعرات کے روز خود ان کے ابوالفضل والے گھر میں چند احباب جمع ہوتے، شرکاء بے حد فائدہ محسوس کرتے، اس دوران اپنے ایک ایک سکینڈ کی وہ قیمت بنانے کی فکر فرماتے۔

الحمدللہ اس دوران بہت سی قیمتی کتابیں انھوں نے تصنیف کیں، کچھ کتابوں کے ترجمے بھی کئے، آخری کتاب جو مکمل ہوئی وہ ان کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ سلطان صاحب بلیاوی مجددیؒ، خلیفہ اجل حضرت سید آدم بنوری کے حالات اور تعلیمات پر تھی، اس حقیر کی بھی لکھمنیاں کئی بار حاضری کی وجہ سے بڑی خواہش تھی، کہ حضرت شاہ سلطانؒ کے حالات منظر عام پر آئیں، اس کے لئے کتابوں کی فراہمی اور اس کی اشاعت میں اس حقیر نے اپنی ذاتی خواہش کی وجہ سے کوشش کی، کتاب چھپ کر آئی تو ایک روز ان کا میسیج آیا، آپ نے اس کتاب کی اشاعت میں اتنا تعاون کیا، دل چاہتا ہے کہ کوئی ہدیہ آپ کو دوں، خیال ہوا کہ ستر ہزار بار کلمہ طیبہ کے کچھ نصاب میں نے پڑھے ہیں اس میں سے ایک ستر ہزار کا نصاب کلمہ طیبہ آپ کے لئے ہدیہ کرتا ہوں۔ اتنا قیمتی عطیہ ایک ایسے تہی داماں کو جو ساری زندگی کسی ایسے نیک عمل کو ترس رہا ہو جس کو ذخیرہ آخرت سمجھ سکے، نشاط بھائی نے عطا فرمایا۔

کتاب چھپی تو کسی صاحب خیر سے فری تقسیم کے لئے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شائع کی گئی تھی، نشاط بھائی کا میسیج آیا کہ اگر کوئی صاحب یہ کتاب لے کر قیمت دینا چاہیں تو کیا قیمت لی جائے۔ لوگوں تک کتاب پہنچے اس کو کتب خانوں پر بھی پہنچانا ہوگا، مشورہ سے پچاس روپئے طے ہو گیا، ایک صاحب کو نشاط بھائی نے کتاب دی، انھوں نے پچاس روپئے دیئے، ان پچاس روپئے کو وہ کس طرح مجھ تک پہنچائیں یا کیا کریں تاکہ وہ آخرت کے حساب سے بچ جائیں اس کے لئے وہ اتنے فکرمند تھے، کہ بس وہ دین دار بننے والوں کے لئے سیکھنے کی چیز تھی۔

نشاط بھائی کی چند مشہور کتابوں کے نام ہیں: 'سید احمد شہید، شخصیت تحریک اور اثرات'، 'حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی تعلیمات: تزکیہ نفس کے پس منظر میں'، 'سرزمین امریکہ میں اسلام کے علمبردار'، 'حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں (کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا)'، 'کیا اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے'، 'حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں (عورت پر ایک عظیم احسان)' ان کے علاوہ نصف درجن کتابیں انگریزی میں بھی تحریر فرمائیں۔ اس کے علاوہ درجنوں کتابوں کے ترجمے بھی انھوں نے کئے، شاہ ولی اللہ کی اربعین، معارف الحدیث وغیرہ

رشتوں کو نبھانا خود ان سے سیکھنے کی بات تھی، ہندوستان آنے سے پہلے وہ اپنے محبوب رب کے ساتھ اس قدر مشغول رہتے تھے کہ اپنے بیوی بچوں سے بھی بس شرعی ضابطہ کا تعلق تھا، اس کے باوجود وہ سنت اور حقوق العباد سمجھ کر اہل تعلق اور رشتہ داروں کا بھی پورا حق ادا کرتے تھے، ان کے سارے خاندانی بھائی بہنوں کی ہر خوشی اور غم میں ہماری شرکت اس طرح ہوتی تھی کہ ہمارے سارے بھائی بہن اپنے بھائیوں میں سے ایک سمجھتے تھے، اس حقیر کے چھوٹے بھائی حلیم میاں ایسے خوش قسمت ہیں جن کو شاید ان کے معاملات کی حد درجہ صفائی کی وجہ سے ان سے بہت قریب کر دیا تھا، یا ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا تھا، اس لئے وہ اس حقیر اور گھر کے تمام معاملات میں بس حلیم میاں سے مشورہ کرتے، بلکہ اکثر معاملات میں ان کو ہی ذمہ داری دے رکھی تھی۔ کشف ان کو بہت زیادہ ہوتا تھا، مگر وہ فطری شرافت اور بے تکلفی سے اس پر پردہ ڈال کر اس کو چھپاتے، گاہے لوگوں کو احساس ہو جاتا اور پردے کے پیچھے سے چھن کر لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتا۔

ادھر کچھ زمانے سے ان کی تمام باتوں سے لگنے لگا تھا کہ وہ جانے کی تیاری کر رہے ہیں، بلکہ شاید شوق لقاء ان پر غلبہ حال بنی ہوئی ہے، اس حقیر کو کئی ملاقاتوں میں اس کا بار بار احساس ہوتا تھا، ماہ مبارک، جود وعطا اور بے حساب مغفرت اور داد و دہش کی باد بہاری نے اور کرونائی وبا کی بیماری نے ان کی بے قراری کو قرار دے دیا، اور شہید محبت کو شہادت کی موت کا بھی تحفہ مل گیا۔

۴۴ سالہ تعلق و رفاقت کی داستان کے لئے سچی بات یہ ہے کہ ایک بڑی کتاب درکار ہے، اس حال میں کہ طبعی محبت اور بشری کمزوری کی وجہ سے نشاط بھائی کے حادثہ وفات کا یقین اب بھی کرنے کو دل نہیں چاہ رہا ہے، ہوش و حواس بھی ساتھ نہیں دے رہے ہیں کہ پے در پے حادثات اور ملت کے قائدین اور اہل تعلق کی وفات نے ہوش خطا کر رکھے ہیں، جو تحریر میں آیا وہ بھی مدہوشی کی بڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ موقع دے یا کوئی اور باصلاحیت صاحب قلم اس کی ہمت کرے کہ ان کی باقاعدہ سوانح حیات اور حالات زندگی لکھے، تو نسلوں کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہوگا۔

اس وقت قارئین ارمغان کی خدمت میں اپنے بہت ہی پیارے نشاط بھائی کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے کہ اس حقیر پر یہ قارئین ارمغان کا بڑا احسان ہوگا۔ خاص طور پر نشاط بھائی کے اہل خانہ اور پھول سے انتہائی سعید چاروں بچوں آمنہ اور خلیل جو الحمد للہ شادی شدہ ہیں، عمر اور خدیجہ جن کی شادی ابھی نہیں ہوئی ہے، انتہائی سعادت مندان کے چاروں بچوں میرے لاڈلے بھتیجوں اور بھتیجیوں کے لئے دعا کی بھی درخواست ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ڈاکٹر شاہ عباد الرحمٰن نشاط

(۱۹۴۲ء-۲۰۲۱ء)

مولانا عبدالمالک ندوی بلند شہری

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

گلشن ہستی پر خزاں کا حملہ بڑا شدید ہے۔ برقِ اجل خوش الحان پرندوں کے آشیانوں کو تباہ کرنے کی مہم پر ہے، طوفان بادو باراں کی ستم انگیزی سے علم وعمل کے چراغ بجھتے جارہے ہیں، کلمہ استرجاع ادا کرتے کرتے زبان منجمد ہوگئی ہے، تعزیتی پیغامات لکھ لکھ کر ہاتھ شل ہوگئے ہیں، اچھے لوگوں کی پے در پے موت سے عالم انسانیت پر غم واندوہ کی گھٹا چھائی ہوئی ہے، ہر صبح طلوع ہونے والا آفتاب کسی گوہر شب، چراغ کے گل ہونے کی خبر دیتا ہے، ہر رات کا اندھیرا کسی کے شاہراہ زندگی سے گم ہونے کی اطلاع دیتا ہے، ایسے حالات میں سوائے رجوع الی اللہ کے، پیارے رب کی رحمت کے سایہ میں اور اس کا قرب محسوس کیے بغیر کسی مضبوط سے مضبوط اعصاب اور ذہین وفطین شخص کا مایوسی، وحشت، پژمردگی سے دور رہنا ناممکن ہے۔

جب بھی سوشل میڈیا پر نظر ڈالو تو کسی نہ کسی کی رحلت کی اطلاع ملتی ہے، آج پھر روحانیت وربانیت کے ایک روشن چراغ کے گل ہونے کی اندوہ ناک خبر ملی، دارالحکومت دہلی کی باکمال اور فیض رساں شخصیت، جناب ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط خلیفہ اجل مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی قدس سرہ کے وصال پر ملال کی خبر جیسے ہی موصول ہوئی میں کچھ لمحے کے لیے مبہوت رہ گیا، یقین کرنا مشکل ہوگیا لیکن چونکہ وہ عمر طبعی کو پہنچ چکے تھے اور گزشتہ کئی دنوں سے شدید بیمار تھے اسی لیے چار وناچار یقین کرنا ہی پڑا، کچھ حواس بحال ہوئے تو فورا واٹس ایپ پر ان سے ہوئی گفتگو دیکھی، پرانی آڈیوز سن کر اور پچھلے مراسلات پڑھ کر اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کی مگر افسوس ناکام رہا۔

ڈاکٹر نشاط صاحب کا حادثہ وفات میرے لیے بڑا سخت اور ذاتی نوعیت کا ہے، وہ ہمارے مسلم تکثیری علاقہ اوکھلا، شاہین باغ اور بٹلہ ہاؤس کی صحیح معنوں میں رونق تھے، اس علاقہ کے نمایاں صاحب ارشاد بزرگ تھے جن کے دولت کدہ سے روحانی دولت کی تقسیم جاری تھی، اصلاحی مجالس اور مسترشدین ومریدین کی آمدو رفت کا سلسلہ تھا، وہ بیعت وارشاد کے ذریعہ اصلاح وتربیت اور مخلوق خدا کو خالق سے مربوط کرنے کا مثالی اور اہم کارنامہ انجام دے رہے تھے، مگر افسوس اس حادثہ سے وہ تمام محفلیں اجڑ کر رہ گئیں، یوں تو کورونا کی قہر سامانی نے ان مجالس کا اور اجتماعی ارشاد وتربیت کا سلسلہ منقطع کردیا تھا، لیکن پھر بھی یہ سلسلہ انفرادی طور پر کسی حد تک جاری تھا، متعلقین رابطہ کرکے رہنمائی چاہتے، مریدین فون کے ذریعہ سلوک کے اسرار ورموز سمجھتے، پریشان حال طالبین کونٹیکٹ کرکے سکون حاصل کرتے۔

الغرض یہ کہ طریقت وتصوف، رشد وہدایت، معرفت وللّٰہیت، نورانیت وربانیت کی ایک جوئے رواں تھی جو یک دم ساکن ہوکر رہ گئی، اب رہ رہ کر ان کی کشادہ پیشانی، روشن آنکھیں، سفید ریش، سفید لباس دلنواز مسکراہٹ، متواضعانہ لہجہ،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بھائی بھائی کے ذریعہ مخاطب کرنے کا انوکھا انداز، مخاطب کو مانوس کرنے کے لیے ظرافت آمیز جملے اور تفریحی فقرے کہنے کی ادا سمیت درجنوں ادائیں اور انداز یاد آرہے ہیں اور دل کو چھلنی کررہے ہیں۔

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گزر گئے

نشاط صاحب بہت اچھے انسان تھے، بڑی خوبیوں کے مالک تھے،علمی ولسانی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ روحانیت و طریقت میں بھی بلند مقام کے حامل تھے، بڑے ہنس مکھ، شگفتہ مزاج، عالی ہمت، ذاکروشاغل اور بے پناہ کمالات سے متصف تھے، ہر وارد وصادر کا احترام کرنا، نو واردین کی دل جوئی کرنا، مہمانوں کی ضیافت کرنا، سائلوں کو عطا کرنا ان کی کتاب زندگی کے تابناک اوراق ہیں، نرم خوئی وکرم گستری ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی، وہ اس عہد آخر میں اکابر کی روحانی امانتوں اور باطنی عظمتوں کے امین تھے اور انھیں کی سی ادائیں وعادتیں اپنے اندر رکھتے تھے۔

نشاط صاحب لکھمنیاں (ضلع بیگوسرائے، صوبہ بہار) سے وطنی نسبت رکھتے تھے اور سید آدم بنوری نور اللہ مرقدہ کے عظیم المرتبت خلیفہ شیخ سلطان مجددی نقشبندی کی اولاد میں سے تھے۔ان کی ولادت ۱۹۴۲ء میں ہوئی، تعلیم وتربیت کے مراحل مختلف مقامات پر طے کئے پھر اپنے مرشد ومربی مولانا علی میاں ندوی کے مشورہ سے امریکا یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور انگریزی زبان میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، عملی زندگی میں قدم رکھتے ہوئے تدریس کے مقدس ومحترم پیشہ سے وابستہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کی ایک بڑی یونیورسٹی میں برسوں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ تدریسی فرائض انجام دیئے، آخر میں وظیفہ یاب ہوکر دہلی کے علاقہ ابوالفضل میں طرح اقامت ڈالی اور افادہ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا، مجالس ومحافل کا انعقاد کرکے مخلوق کی نفع رسانی میں ایسے مشغول ہوئے کہ مرض الوفات میں جاکر ہی یہ سلسلہ تھا۔

وہ تصنیف وتالیف کے مشغلہ سے بھی وابستہ تھے، قلم و قرطاس کے ذریعہ بھی انھوں نے دینی خدمات انجام دیں انگریزی واردو دونوں میں یکساں لکھتے اور خوب لکھتے ، نبی اکرم کی جنگیں، سید احمد شہید تحریک اور اثرات، کیا اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے سمیت متعدد اصلاحی و دعوتی موضوعات پر کئی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں۔مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے ارشادات وملفوظات سے تزکیہ نفس کے متعلق جواہر پاروں کو ایک لڑی میں پرونے کا کام بھی بڑا اہم ہے۔تصوف و سلوک سے ادنی مس رکھنے والے ہر سالک کو اس مختصر سی کتاب سے فائدہ اٹھانا چاہیے اس سے سلوک کی حقیقت ومقصدیت بڑے اچھے طریقہ سے سمجھ میں آتی ہے، وہ کتاب بلاشبہ بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر کی عمدہ مثال ہے۔

خدائے بزرگ وبرتر نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ عاجز کو بھی بارہا ان کی اصلاحی مجالس میں شریک ہونے کا موقع عطا کیا درجنوں دفعہ ان سے مکالمت کا شرف حاصل ہوا اور لاتعداد مرتبہ ان کی دعائیں، عنایات اور شفقتیں حاصل کیں، ہر ملاقات سے دل میں ان کی قدر بڑھی، ہر مجلس سے ان کی قوت ارشاد اور تاثیر صحبت کا اندازہ ہوا، وہ واقعی ایک ایسے گھنے اور سایہ دار درخت کی حیثیت رکھتے تھے جس کی گھنیری چھاؤں میں لوگ چلچلاتی دھوپ سے پریشان ہوکر پناہ لیتے اور ان سے علم وفضل کے میوہ جات حاصل کرکے اپنی روحانی بھوک مٹاتے۔

یادش بخیر ایسا یاد پڑتا ہے کہ اس عاجز نے انھیں سب سے پہلی اپنے علاقہ شاہین باغ میں واقع مدرسہ سبیل السلام میں دیکھا تھا، داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی زید مجدہم (ولادت ۱۹۵۷ء) کی ہفتہ واری مجلس میں اکثر ڈاکٹر صاحب ہی بیان کرتے تھے، کبھی بیان کرتے اور کبھی کسی کتاب میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سناتے اور اس کی ہلکے پھلکے انداز میں تشریح کرتے، ان کا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بیان بڑا دلنشین ہوتا تھا، ''از دل خیز د بر دل ریزد'' کے مصداق بیان سے حاضرین کو بڑا نفع محسوس ہوتا، لاریب وہ مجالس اپنی اثر آفرینی، تاثیر اور قلب کو حرارت بخشنے، لہو کو گرمانے میں اہم رول ادا کرتیں، ایک دفعہ نشاط صاحب نے مجھے خود بتایا تھا کہ ان مجالس سے مجھے خود کو بھی بہت فائدہ ہوتا ہے اور حاضرین کی قوت باطنی سے ایمان و یقین کی کیفیت میں اضافہ محسوس ہوتا ہے، ان مجالس میں عاجز کو بارہا شریک ہونے کا موقع ملا اور ان کے فیضان صحبت سے اپنے ظرف کے مطابق مستفید ہوا۔

ان مجالس کے علاوہ لکھنؤ میں بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس شوری کے مؤقر رکن بھی تھے، دو برس قبل شورائی اجلاس میں شرکت کے لیے لکھنؤ تشریف آوری ہوئی اور ایک دو دن مہمان خانہ میں ٹھرنا ہوا، ملاقات ہوئی، دیکھتے ہی بڑے تپاک سے ملے، خیر و عافیت دریافت کی اور مسرت کا اظہار کیا، پھر فرمایا:

عبدالمالک بھائی ہم چند فارغین مدارس کے ساتھ مل کر اجتماعی سطح پر کچھ ٹوٹا پھوٹا دعوتی کام کرتے ہیں اور انھیں کام کرنے کا طریقہ سمجھاتے ہیں، انگریزی کتابوں سے استفادہ کا طریقہ بتاتے ہیں آپ بھی ان پروگراموں میں شرکت کیجیے آپ کو بے حد فائدہ ہوگا۔

پھر انھوں نے اہتمام سے اپنا فون نمبر اور گھر کا پتہ لکھوایا اور کہا کہ تعطیلات میں جب گھر آنا ہو تو ضرور ملاقات کیجیے گا ان شاء اللہ فائدہ ہوگا مگر شومئی قسمت کے اس قسم کا تعلق بعض وجوہ سے قائم نہ ہو سکا۔

ایک ڈیڑھ برس بعد ابھی جنوری میں ہمارے سینئر ندوی عالم مولانا فتح محمد ندوی مدظلہ (ولادت ۱۹۸۲ء) کھجناور سے دہلی تشریف لائے تھے، وہ نشاط صاحب کے بڑے قریبی اور معتمد تھے انھوں نے ان کے کئی دعوتی اور علمی انٹرویوز بھی لیے ہیں جو ابھی چند دنوں قبل کتابی شکل میں بھی منظر عام پر آ چکے ہیں اس موقع پر فتح ندوی کے ہمراہ ان کے بنگلہ پر جانا ہوا تو پھر اسی دلآویز تبسم کے ساتھ استقبال کیا اور ضیافت کا فریضہ انجام دیا، عاجز سے کہا مجھے ایسا کیوں لگ رہا کہ ہم پہلے بھی مل چکے ہیں، میں نے لکھنؤ والی ملاقات کا حوالہ دیا تو پہچان گئے اور بطور شکوہ عرض کیا آپ تو اتنے قریب رہنے کے باوجود ملتے بھی نہیں ہیں، جس پر میں نے خجالت سے گردن جھکاتے ہوئے آئندہ رابطہ میں رہنے کا وعدہ کیا تو پھر سے ان کی مفقود بشاشت عود کر آئی۔

اس موقع پر فتح ندوی بھائی نے ان سے تحریک سید احمد شہید قدس سرہ کے تعلق سے انٹرویو لیا، اس موقع پر انھوں نے آدھا گھنٹہ تفصیل کے ساتھ تحریک شہیدین کی خصوصیات اور مغربی اضلاع میں اس کے ہمہ گیر اثرات ونتائج بیان کیے، (اب الحمدللہ وہ انٹرویوز کتابی شکل میں بھی منظر عام پر آ چکے ہیں) ڈاکٹر صاحب چونکہ خود بنیادی طور پر تصوف وسلوک کے میدان کے آدمی تھے اسی لیے وہ اپنے خطبات میں، انٹرویوز میں شخصیات کے اصلاحی و روحانی پہلو کو زیادہ نمایاں کرتے تھے اور سامعین کو احسان وسلوک سے قریب کرکے انھیں اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرتے تھے، جو ان کا بڑا کارنامہ ہے، ان کا بولنے کا ایک خاص انداز تھا، ٹھہر ٹھہر کر بولتے اور اطمینان سے دوسروں کی باتیں سنتے، ان کا ایک نمایاں وصف یہ بھی تھا کہ وہ چھوٹوں کی بات بھی سنتے تھے اور ان سے مشورہ لے کر ان کے جوابات سے محظوظ بھی ہوتے اور قدر بھی کرتے۔

اس ملاقات کے کئی دنوں بعد عاجز نے انھیں میسج کیا کہ نشاط صاحب آپ سے ملاقات کا متمنی ہوں تو فرمایا مالک بھائی آپ کل شام کو تشریف لے آئیں، وقت مقررہ پر جانا ہوا اور بڑی دلچسپ ملاقات رہی، اس کا اعتراف کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں کہ راقم السطور کو ان کی صحبت میں بڑا مزہ آتا تھا، ان سے بات کرکے اچھا لگتا تھا، وہ ہمیشہ علمی اور اصلاحی گفتگو کرتے تھے، مخاطب کی نفسیاتی سطح کو سمجھ کر اور اس کے مزاج کو دیکھ کر ہی کچھ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کہتے تھے، ان کے پاس بیٹھ کر دل کی ظلمتیں اور کثافتیں دور ہوتیں اور ذہن کا رخ آخرت کی طرف مڑ جاتا تھا، اپنی اصلاح کی فکر دامن گیر ہو جاتی، گناہوں پر ندامت ہوتی اور موت کی آمد کے استحضار میں اضافہ ہو جاتا۔

ایسا بھی نہیں تھا کہ ان کے چہرہ کی شگفتگی صرف علما یا امراء کے لیے ہوتی اور کم تر، بے پڑھے لکھے افراد سے ملاقات کرتے وقت ترش روئی اور بد خلقی کا مظاہرہ کرتے بلکہ ہر ایک سے اخلاق سے پیش آتے اور ہر کسی کو اپنا مداح بنا کر چھوڑتے۔

ابھی ایک دو ماہ قبل کی بات ہے، ہمارے ایک بھائی ہیں صادق ان کا نام ہے، وہ سیدھے سادے مسلمان ہیں اور تعلیم بھی واجبی سی ہے، وہ شاہین باغ میں اے سی کی سروسزنگ کا کام کرتے ہیں، اس سلسلہ میں وہ اطراف ومضافات کا سفر بھی کرتے رہتے ہیں اور حسن اتفاق سے کئی دفعہ نشاط صاحب کے گھر بھی جا چکے ہیں انھیں نشاط صاحب اور ہمارے تعلق کا علم نہیں تھا۔

ایک دفعہ انھوں نے مجھ سے پوچھا عبدالمالک تو تین نمبر پر جو مولانا رہوے ہیں انھیں جانے ہے؟! میں نے نفی میں جواب دیا تو کہنے لگے وہ بڑے اچھے انسان ہیں، عزیز صادق ان کی ظاہری وضع قطع، مولویانہ لباس دیکھ کر انھیں کوئی مولانا سمجھ بیٹھے تھے، ایک دفعہ وہ نشاط صاحب کے گھر اے سی کی مرمت کے لیے گئے، وہاں انھوں نے نشاط صاحب کے کمرہ میں کتابوں کا ڈھیر دیکھ کر بڑے سادہ انداز میں دریافت کیا! ابا جی یہ کتابیں کائے (کیسی) کی ہیں، نشاط صاحب نے بڑے پیار سے سمجھایا تو انھوں نے پھر دریافت کیا ابا جی یہ تم نے لکھی ہیں، اثبات میں جواب سن کر انھوں نے نشاط صاحب سے عرض کیا ہمارا ایک بھائی ہے وہ بھی لکھتا ہے۔ یہیں پاس میں رہتا ہے تو نشاط صاحب نے ان سے کہا پھر تو ہمیں بھی اپنے بھائی سے ملایئے، انھوں نے میری تصویر دکھائی تو چہرہ کھل اٹھا اور حیرت انگیز انداز میں فرمایا اچھا یہ تمہارے بھائی ہیں، یہ تو ہمارے دوست ہیں ہمارے یہاں آتے رہتے ہیں۔

بعد میں برادرم نے ان کا تذکرہ کیا تو میں نے ان سے کہا کہ بھائی وہ عالم ومولانا نہیں ہیں بلکہ انگریزی کے زبردست اسکالر ہیں، امریکا میں پڑھے ہیں اور مکہ میں پروفیسر رہے ہیں تو برادرم نے بے ساختہ کہا ارے یار ایمان سے وہ تو بہت اچھے ہیں، میں کئی بار ان کے گھر گیا ہوں بڑی اجّت (عزت) سے ملے کھانے کو بھی دیوے (دیتے) ہیں اور عطر بھی لگا دیں، یہ تو محض ایک عام سے مسلمان کی ان کے متعلق شہادت ہے ورنہ اس طرح کی نہ جانے اور کتنی شہادتیں ہوں گی۔

ایک موقع پر فرمایا:

''پابندی سے ذکر کرو، دل جمعی کے ساتھ اور استحضار کے ساتھ اللہ کا نام لو، ادعیہ ماثورہ کا اہتمام کرو اور علم وفن کے مقامات طے کرنے کے ساتھ ساتھ عمل و روحانیت میں بھی آگے بڑھو، اصلاح کی فکر رکھو اصلاح کے ہم سب محتاج ہیں، مشائخ کرام تحصیل اخلاص اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے، دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنے کے لیے، رگ رگ میں عشق جاناں بھرنے اور لہو کے قطروں میں، سانسوں کی آمد ورفت میں، دلوں کی دھڑکنوں میں عشق الٰہی کی آگ بھرنے کے لیے، کثافتوں سے پراگندہ دل کو مانجھنے کے لیے جو اذکار و وظائف بتاتے ہیں وہ بہ طور علاج ہوتا ہے اور اس سے جلدی کام بنتا ہے، مشائخ یہ اذکار یوں ہی نہیں بتا دیتے بلکہ ہر شخص کے ذوق ومزاج، صحت وقوت اور مشغولیت وفرصت کو دیکھ کر بتاتے ہیں، اس ذکر کو اہتمام سے کرنا چاہیے اس سے فکر کی دنیا بدل جاتی ہے، یہ ذکر اصل نہیں ہوتا بلکہ یہ صرف تزکیہ نفس کا ایک ذریعہ ہوتا ہے، دنیا کی محبت کم ہو اور اللہ کی محبت پیدا ہو یہ مقصود ہے، ذکر ذریعہ ہے مراقبہ ذریعہ ہے، کوئی اگر اخلاص واعتقاد سے معمولات کی پابندی کرتا ہے تو اسے ہمہ وقت کا استحضار نصیب ہوتا ہے، ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے اور زندگی بڑی رنگین اور لطف آمیز ہو جاتی ہے، شروع

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں اس کے لیے بہ تکلف محنت کرنی پڑتی ہے، کہیں جارہے ہوں تو نیت کریں، بیٹھنے کی نیت، کھانے کی نیت، دوستوں سے ملنے کی نیت، لکھنے کی نیت، غرض ہر عمل احتساب ومحاسبہ کے ساتھ ہو تو ترقی بہت جلدی ہوتی ہے اور جب نسبت احسان حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ کو جیسے منظور ہوتا ہے اور جس میدان عمل میں وہ کام لینا چاہتا ہے سالکین کو ادھر ہی متوجہ کر دیتا ہے پھر سالک جو بھی کام کرتا ہے اس کی اسی کام سے روحانی ترقی ہوتی ہے، دعوت وتبلیغ کا کام ہو یا تصنیف وتالیف کا، رفاہی کام ہو یا سیاسی وسماجی خدمت ہو یا اصلاحی، ادارتی ذمہ داریاں ہوں یا تنظیمی مشغولیتیں ہر طریقہ سے اللہ کا قرب ملتا ہے''۔

ایک عالم دین جو کسی دور دراز مقام پر رہنے والے مرشد طریقت سے بیعت تھے، مرید ومرشد کے درمیان مکانی خلیج حائل تھی اور رابطہ کی کوئی صورت نہ تھی جس کی وجہ سے ان کی اصلاح کا کام رکا ہوا تھا وہ ڈاکٹر صاحب کے پاس تشریف لائے اور اپنا تعارف کرانے کے بعد بیعت کی درخواست کی جس پر ڈاکٹر نشاط صاحب نے فرمایا:

''آپ فلاں بزرگ سے بیعت ہیں ماشاء اللہ، ان کی اجازت سے اصلاح کے لیے کسی ایک شخص سے ملیں یا کئی سے اصولی طور پر سب درست ہے، یہ جو دو بزرگوں سے بہ یک وقت بیعت ہونے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یقیناً دونوں مشائخ کے مزاج وانداز تربیت میں فرق ہوگا جس کی وجہ سے سالک کا ذہن الجھ کر رہ جائے گا اور وہ ایک ساتھ دونوں کے معمولات اعتقاد واعتماد کے ساتھ پورے نہیں کر سکے گا، جس طرح ایک ساتھ دو ڈاکٹروں کی دوائی سے مریض کو فائدہ نہیں پہنچتا اسی طرح اس راہ میں بھی نفع نہیں ہوتا!

ہاں البتہ یہ تو ہوتا ہے کہ ایک ڈاکٹر سے کچھ مدت تک علاج کرایا فائدہ نہ ہوا تو ڈاکٹر بدل لیا اس سے بھی نہ ہوا تو تیسرا پکڑ لیا، اسی طرح تصوف میں ایک شیخ سے فائدہ محسوس نہیں ہوتا تو دوسرے سے منسلک ہو سکتے ہیں بلکہ ضرورت پڑنے پر پانچ پانچ پیر تعلیم بنانے کی بھی اجازت ہے۔ میں (یعنی نشاط صاحب) مفکر اسلام مولانا علی میاں سے بیعت ہو چکا تھا، پھر ان کی اجازت سے شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی (۱۸۹۸ء-۱۹۸۲ء) سے بیعت ہونے کے لیے خط لکھا، مجھے ان سے بڑی محبت تھی انھوں نے مجھے جواب بھیجا کہ پیارے! دعاؤں کے لیے تو میں حاضر ہوں، لیکن تعلق اصلاح تم ایک سے ہی رکھو اور مولانا علی میاں سے ہی رکھو۔

آپ کا معاملہ بالکل صاف ہے، آپ اپنا مرشد تو انھیں ہی مانیں باقی اس راہ میں کچھ پوچھنا ہو تو ہم سے پوچھ لیا کریں، ہم پوری طرح آپ کے ساتھ ہیں، ان شاء اللہ جو ہو سکے گا کریں گے، اس طرح اگر کچھ فائدہ ہو تو اسے اپنے شیخ کا ہی فیضان سمجھنا چاہیے، کیونکہ سالک کو دنیا میں جتنے بھی مشائخ سے اور جس طریقہ سے بھی فیضان حاصل ہوتا ہے وہ اصل میں اس کے مرشد ہی کی توجہ وتربیت کا ثمرہ ہوتا ہے۔

آپ کو حضرت ہی کی نسبت فائدہ پہنچائے گی، آپ استخارہ کرلیں، اگر پھر بھی یہی ارادہ ہو تو ٹھیک ہے اگر اللہ کو منظور ہوا تو ایسے ہی فائدہ ہوگا، اگر بالفرض نفع محسوس نہ ہوا تو ہم کسی اور کے پاس بھیج دیں گے، کیونکہ بھائی اس راہ میں اصل مقصود تو اصلاح وتربیت ہے۔ آپ اپنے شیخ کو ہی شیخ مان کر، اضطراری طور پر ہم سے تعلق رکھیں ان کی تعلیمات پر ذرا ہمت کے ساتھ عمل کریں، جن اعمال کو آپ کر رہے ہیں ان سے فائدہ ہوگا، آپ خود عالم دین ہیں آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ ہم عام طور سے عقیدہ سے مسئلہ شروع کرتے ہیں، نوجوانوں کو پہلے یہ سمجھانا پڑتا ہے پھر اس کے بعد دیگر امور آتے ہیں، آپ تو ماشاء اللہ پہلے ہی سے آدھا راستہ طے کر چکے ہیں، ہمت رکھیں اور اللہ کا نام لے کر پھر سے چلنا شروع کر دیں۔

ہم تو کسی لائق نہیں ہیں، وہ تو بس اپنے حضرت کے حکم کی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تعمیل میں رجوع کرنے والوں کو قبول کر لیتے ہیں ورنہ یہ ہمارا مزاج ہی نہیں ہے، ہم بعض وجوہات کی وجہ سے لوگوں سے کم ملنا جلنا رکھتے ہیں، آپ کام کیجیے، مایوسی دور کردیجیے۔

ایک دفعہ حضرت رائے پوری نے فرمایا تھا تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام اللہ کا نام بڑا بابرکت اور عظیم ہے، کثرت سے اس کا نام لیں گے تو اثر کیوں نہیں ہوگا، مایوسی ختم کردیجیے، خوش ہوکر اس کا نیا آغاز کیجیے، لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کو ذہن میں رکھ لیجیے، اور معمولات کی پابندی کیجیے، اس کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی۔

بالکل ذکر نہ کرنا تو ناغہ ہے ہی، بغیر عذر شرعی کے مقررہ نصاب مکمل نہ کرنا بھی ناغہ کے مانند ہے اور آپ ایک اصول بنا لیں دل لگے یا نہ لگے ذکر پورا کرنا ہے، اس راہ میں ہر سالک کو قبض و بسط کے حالات پیش آتے ہیں، اسلام کے تمام احکام اختیاری ہیں، جس پر انسان کا اختیار نہیں ہے وہ مشروع نہیں ہیں، ذکر کرنا اختیاری ہے، ذکر میں لطف و حلاوت ملنا غیر اختیاری ہے، یہ کیفیات اللہ کی طرف سے انسان کو مضبوط کرنے اور امتحان لینے کے لیے نازل ہوتی ہیں کیفیت کی وجہ سے معمولات پر فرق نہیں پڑنا چاہیے بس استقامت ہونی چاہیے اعمال صالحہ کی پابندی ہو، برے کاموں سے احتراز ہو، بس یہی مطلوب ہے۔

ایک دفعہ مجھ سے دریافت کیا:

مالک بھائی! ان دنوں کیا مصروفیات ہیں، کن کتابوں کا مطالعہ جاری ہے؟

میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا! انگریزی کا مطالعہ چل رہا ہے، چیتن بھگت کے ناولز پڑھ رہا ہوں، تو فرمایا ماشاء اللہ آپ پڑھ رہے ہیں اچھا ہے بہت اچھا ہے برابر پڑھنا چاہیے: Biographies, Travelogs, Novels, Editorials سے زبان مضبوط ہوتی ہے، آپ یہ سب پڑھیے اور اس نیت سے پڑھیے کہ زبان واسلوب سیکھ کر دعوتی کام کریں گے۔

انھیں پڑھیے پھر اس کے بعد ہم کچھ کتابیں بتائیں گے ان کو بھی پڑھیے گا، ان کتابوں سے یہ معلوم ہوگا کہ ملحدین وجدت پسند افراد دین کے تعلق سے کیا اعتراضات کرتے ہیں، ان کا بات کو پیش کرنے کا کیا طریقہ ہوتا ہے، اس ضمن میں وہ اسلوب کیسا اپناتے ہیں، مدّمقابل کو کن حربوں اور تدبیروں کے ساتھ پچھاڑتے ہیں اس سے ہمیں ان کے مائنڈ کو سمجھنے اور پھر منطقی انداز میں جواب دینے میں مدد ملے گی۔

آخری دفعہ ان کا پیغام گزشتہ ماہ اپریل کو موصول ہوا تھا جس میں رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے اور بطور خاص تلاوت کلام پاک کی کثرت کرنے کی طرف متوجہ کیا تھا، اس کے کچھ دن بعد میں نے انھیں میسیج کیا تھا لیکن اس وقت وہ بیمار تھے میسیج نہ دیکھ سکے، مجھے احساس بھی نہیں تھا کہ وہ اتنی جلد رخصت فرما جائیں گے۔

ان کا جانا واقعی بڑا اندوہ ناک ہے، کرب ناک ہے، الم ناک ہے، غم انگیز ہے، ان کا ہمارے درمیان موجود نہ ہونے کا احساس روح فرسا ہے ابھی تو ان سے رابطہ ہوا ہی تھا، ابھی تو ان کے علم وعمل کے موتیوں سے دامن تو کجا مٹھی بھی نہ بھر پائے تھے کہ افسوس وہ ہمیں روتا بلکتا چھوڑ گئے:

فروغِ شمع تو باقی رہے گا صبحِ محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

ان کے شیخ و مرشد مولانا علی میاں نے بھی ماہ رمضان ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا انھوں نے خود بھی ماہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے پر بہار اور آخری عشرہ میں جان جاں آفریں کے سپرد کی، خدا ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام نصیب فرمائے، پسماندگان ومتعلقین ومریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ڈاکٹر شاہ عباد الرحمٰن نشاط

روایاتِ اکابر کے امین

مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی
khalidnimvi@gmail.com.

یہ غم ناک اور حسرت انگیز خبر علمی و دینی حلقوں کے لیے صاعقہ سماوی بن کر گری کہ مشہور علمی و روحانی شخصیت ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط کووڈ 19 کی زد میں آکر رحلت فرما گئے۔ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط کا تعلق بیگوسرائے بہار کی مردم خیز سرزمین لکھمنیاں سے تھا۔

آپ کی ولادت سنہ 1942 عیسوی میں یہیں ہوئی اور اسکول وکالج کے مراحل یہیں سے طے ہوئے۔

ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط حضرت آدم بنوری کے خلیفہ اجل قطب عالم حضرت شیخ سلطان لکھمنیاوی کے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے اور اس خانوادے کی اعلی روحانی قدروں کے امین تھے،آپ کو لسانیات بالخصوص انگریزی زبان وادب پر بڑا عبور تھا،اعلی تعلیمی مراحل کی تکمیل آپ نے امریکی یونیورسٹی سے کی۔

امریکہ میں سب سے پہلے انگریزی میں ایم اے کی تعلیم ’یونیورسٹی آف الی نوائے‘ شکاگو سے مکمل کی،بعدازاں ناردن الی نوائے یونیورسٹی‘ ڈی۔کیلب امریکہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔علوم جدیدہ کے بلند مراتب سر کرنے اور اعلیٰ ترین ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط پہلے ’ناردن الی نوائے یونیورسٹی‘ امریکہ میں تدریس سے وابستہ ہوئے،پھر حجاز کی مقدس سرزمین کو اپنے فیضان کے لیے منتخب کیا اور ایک عرصے تک امّ القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ اور کنگ خالد یونیورسٹی ابہا،سعودی عرب کے شعبہ انگریزی میں پروفیسر کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔

اس طرح آپ نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تعلیم وتربیت میں صرف کیا۔

بعدازاں دہلی کے ابوالفضل علاقہ میں اقامت پذیر ہوگئے تھے اور تادم واپسیں سلاسل اربعہ بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ بنوریہ کے روحانی فیوض کو عام فرماتے رہے،درمیان میں اپنے وطن اصلی لکھمنیاں بیگوسرائے بھی آنا جانا رہتا تھا،حضرت شیخ سلطان کی نسبت سے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ،ڈاکٹر نشاط سے بڑی محبت رکھتے تھے اور ان کی اعلیٰ روحانی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے حضرت ندوی نے انھیں خلافت بھی عطا کی تھی،ڈاکٹر نشاط صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کے بھی رکن تھے اور اپنی اصابت رائے سے یہاں کے انتظامی معاملات سے متعلق قیمتی مشورے دیا کرتے تھے۔

حضرت علی میاں ندوی کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا، حضرت علی میاں ندوی کے علاوہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا علیہ الرحمہ اور مرشد ملت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہما اللہ تعالیٰ کے عاشق زار تھے اور ان سے بھی روحانی فیوض حاصل کرتے رہتے تھے

حضرت علی میاں ندوی رحمہ اللہ کے جدامجد حضرت شاہ علم اللہ تکیہ رائے بریلی اور شیخ سلطان لکھمنیاوی دونوں قطب عالم حضرت آدم بنوری کے خلیفہ تھے،بالفاظ دیگر دونوں آپس میں پیر بھائی تھے،نتائج الحرمین میں شیخ سلطان کے اقوال وارشادات بکثرت نقل کیے گئے ہیں،ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط کی حضرت شیخ سلطان لکھمنیاوی کی سوانح حیات پر مشتمل ایک قیمتی کتاب حال ہی میں شائع ہوئی تھی۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر نشاط کے گہر بار قلم سے دیگر متعدد کتابیں وجود پذیر ہوئیں جن میں بطور خاص ’سید احمد شہید، شخصیت تحریک اور اثرات‘،’حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پوری کی تعلیمات: تزکیہ نفس کے پس منظر میں، 'سرزمین امریکہ میں اسلام کے علمبردار، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں (کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا)، 'کیا اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے،' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں' (عورت پر ایک عظیم احسان)' قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ۔ نصف درجن کتابیں مرحوم نے انگریزی میں بھی تحریر کی ہیں، جو انگریزی داں طبقے کے لیے خاصے کی چیز ہے۔

ابوالفضل دہلی میں واقع ڈاکٹر نشاط کی رہائش گاہ پر باضابطہ ذکر کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں، جن سے فیضیاب ہو کر آپ کے مسترشدین اپنے دل کی دنیا سیراب کیا کرتے تھے، آپ آیت کریمہ تبارک اسم ربک ذو الجلال والاکرام، کی تلاوت کر کے فرماتے تھے کہ برکتوں کا خزانہ تو اللہ کا نام ہے، اس کے نام سے جس قدر زبان و ذہن اور دل و دماغ کو تازہ رکھا جائے اتنی ہی زیادہ برکت ہوگی۔ ان کی رحلت ملت اسلامیہ بالخصوص سرزمین بیگوسرائے کے لیے بڑا سانحہ ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

کرونا وبا

موجودہ حالات کے تناظر میں ایک تخلیق

کیا ہوئے وہ بادۂ وساغر، وہ پیمانے کے دن
وہ سجی بزم طرب کے، مے کے، میخانے کے دن

حسن کے ناز و ادا، دل پر غضب ڈھانے کے دن
چاندنی میں وہ کسی کے بام پر آنے کے دن

راستے ویران، سونے شہر کے دیر و حرم
موت کے صحراء میں جیسے قافلے آنے کے دن

میکدے میں لڑکھڑانا، یاد تھا مزدور کو
بھوک سے لیکن یہ اٹھنے لڑکھڑا جانے کے دن

اب گلے ملنا، ملانا ہاتھ، چھونا، الاماں!
توبہ توبہ، یہ قرنطینے شفا خانے کے دن

بے حجابی سے تنفر، گندگی سے احتیاط
پیرہن کے، ماسک کے، ہاتھوں میں دستانے کے دن

شہر بیزاری پہ اکساتی، وبا پرور ہوا
بکریاں لے کر پہاڑوں پر چلے جانے کے دن

اے زمیں کے بادشاہو! اس قدر بے چارگی
ایٹمیت کے نشے کافور ہو جانے کے دن

لشکری ادنیٰ سا قدرت کا ''کرونا وائرس''
یعنی ''جندمن جنود اللہ'' آ جانے کے دن

پھر فریب زندگی سے تنگ آئی زندگی
پھر شعور ذات کی تہ میں اتر جانے کے دن

عود کر آئی زمیں پر فطرت عاد و ثمود
آگئے کیا نیل پر تاریخ دہرانے کے دن

ایک ہے بزمیؔ ''الہ الناس'' و ''رب الناس'' ایک
ناخداؤں کی خدائی خاک ہو جانے کے دن

سرفراز بزمی سوائی مادھوپور، راجستھان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللهی

مولانا حمزہ حسنی ندوی کے انتقال پر تعزیتی نشست

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نائب ناظم ، حسنی خاندان کے ممتاز عالم ومصنف اور ہمارے بہت ہی محبّ وحبیب اور بڑے محسن اور پیارے مشفق دوست اور بھائی جناب مولانا حمزہ حسنی جنھیں ہم لاڈ اور پیار میں انتہائی بے تکلفی اور آخری درجہ کے تعلق کی وجہ سے ''حمزہ بھیا'' کہا کرتے تھے عصر کے بعد آج جمعہ کے دن رمضان مبارک کے آخری جمعہ کی ان مبارک ساعتوں میں اللہ کو پیارے ہوگئے،ان خیالات کا اظہار داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی نے اپنے تعزیتی خطاب میں کیا۔جامعہ پھلت کی مسجد میں اعتکاف کے دوران مولانا نے فرمایا کہ مرشدی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی دامت برکاتہم کے لئے بھی یہ بڑا صدمہ ہے اور ہم سبھی کے لیے بہت بڑا حادثہ ہے میں اپنی زندگی میں جن حضرات کی زاہدانہ اور سادہ زندگی سے متاثر ہوا ہوں ان میں مولانا حمزہ صاحب بھی تھے،سمپل لیونگ ہائیر تھنکنگ کا حسین امتزاج اور ان کی فکر سوچ ان کے اعمال،ان کی فکر اور جذبہ و عروج کمال کو پہنچا ہوا تھا۔جامعہ کے مہتمم مولانا محمد طاہر ندوی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا سید محمد حمزہ حسنی کو ان کی سادگی اور تواضع کے پیش نظر بالعموم لوگ بے تکلف حمزہ بھیا کہہ دیا کرتے تھے آج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے لیکن اللہ کی مرضی اور حکم کے آگے عبدیت کا تقاضہ ہے کہ سر تسلیم خم کیا جائے اور راضی برضاء اللہ رہا جائے،قحط الرجال کے اس دور میں ان کا سانحہ وفات نہ صرف ندوی برادری بلکہ ملت اسلامیہ ہندیہ کے لئے بڑا حادثہ ہے۔اس موقع پر مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی،ڈاکٹر محمد عاطف،مظہر علیم صدیقی،مولانا کلیم سہارنپوری،بھائی نعیم،بھائی الیاس موجود رہے اور مرحوم کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

پنجاب میں دس روزہ آن لائن دعوتی کیمپ

دس روزہ آن لائن دعوتی کیمپ کی تفصیلات بتاتے ہوئے مولانا فیضان احمد ندوی مظاہری نے بتایا کہ یہ دس روزہ کیمپ داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی سرپرستی میں 1 جون تا 10 جون جاری رہے گا جس میں مختلف موضوعات پر محاضرات اور دعوتی دروس شامل ہوں گے ساتھ ہی ساتھ فیلڈ ورک کی عملی شکل بھی دعاۃ کے تجربات کی روشنی میں پیش کی جائے گی،اور اس میں دعوتی کارگزاریاں بھی شامل ہوں گی۔پروگرام کی ترتیب:

یکم جون کو مولانا محمد عمر ناصحی = اسلام کس کے لیے

2 جون مفتی مہتاب صاحب = عذاب الہٰی

3 جون داعی عبدالرشید دوستم صاحب = کافر کون

4 جون مفتی فیضان احمد خیر امت کا مقام اور موجودہ صورتحال

5 جون مولانا محمد سعد احمد ندوی تبلیغ دعوت شہادت اصلاح

6 جون مولانا سراج احمد ندوی = دعوت بالقرآن

7 جون مفتی فیضان احمد = دعوت فرض عین یا فرض کفایہ

8 جون مولانا محمد سعد ندوی = غیر قوم کون؟

9 جون مولانا خلیق احمد ندوی = داعی کا سلوک

10 جون جناب سرفراز جعفری صاحب = طریقہ دعوت اور اس سے متعلق سوال وجواب۔

اس کے علاوہ دیگر حضرات کے دعوتی تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا جائے گا،یہ پروگرام زوم ایپ پر نشر ہوگا۔

○

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: اسلام میں کچھوا کھانا کیسا ہے؟ بیمار آدمی اگر بطور علاج ضرورت سمجھے تو کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟ ایک وید نے بتایا ہے کہ کچھوا کھانے سے تمہارا علاج ہوجائے گا، ایسے میں کیا کریں؟

ج: کچھوا کھانا جائز نہیں ہے، بغرض علاج دوائی کے طور پر ایسی مجبوری میں گنجائش ہے، جب کہ اس مرض کی جائز متبادل دوا موجود نہ ہو اور پھر کوئی مسلمان دین دار تجربہ کار ماہر ڈاکٹر تجویز کردے کہ کچھوا کھانے ہی سے شفایابی ہوسکتی ہے تو ایسی صورت میں بقدر ضرورت استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔ دوا موجود ہے تو پھر دوا سے علاج کریں۔ وهل يجوز شرب العليل من الخمر للتداوى، فيه وجهان: كذا ذكره الإمام التمرتاشي وكذا فى الذخيرة وما قيل إن الاستشفاء بالحرام حرام غير مجرى على إطلاقه وإن الاستشفاء بالحرام إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء وأما إذا علم وليس له دواء غيره يجوز (شامی)

س: استنجاء اور کبھی پاخانہ سے طہارت لینے کے بعد مذی کے قطرے آتے ہیں، بعض دفعہ پتا بھی نہیں چلتا کہ قطرہ نکلا یا نہیں شک سا پیدا ہوجاتا ہے تو ایسے میں نماز اور کپڑوں کا کیا کروں؟

ج: مذی نجاست غلیظہ ہے جس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور اس کا پھیلاؤ ہتھیلی کی گہرائی کے اندر ہو تو وہ معاف ہے، یعنی ایسی حالت میں اگر نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہوجائے گی؛ البتہ اس کو دھو لینا بہتر ہے۔ اگر اس سے زیادہ مقدار میں لگی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی اور اگر بحالت نماز قطرے نکلنے کا وہم ہو تو اس کا اعتبار نہیں؛ ہاں اگر ظن غالب اور یقین ہوجائے تو نماز توڑ کر دیکھ لینا چاہئے اگر واقعی قطرے نکل گئے ہیں تو ازسرنو وضو کریں اور کپڑے و بدن کو پاک کرکے دوبارہ نماز پڑھیں اور اگر نہیں نکلے ہیں تو اب دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں صرف نماز پڑھ لی جائے۔

كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمنى والمذى الخ۔ (ہندیہ: ۱/۱۵، ط: بیروت)

واللہ تعالیٰ اعلم

س: حمیراء نام رکھنا کیسا ہے، اس کے معنی بھی بتادیجئے؟

ج: حمیراء کے معنی سرخ کے آتے ہیں، یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصفی نام ہے۔ قال فی المعجم الوسیط: الحمیراء مصغر الحمراء أو البیضاء وصف للسیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا فی قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم "خذوا نصف دینکم عن ہذہ الحمیراء" (المعجم الوسیط: ۱۹۱: ۷) اس لیے حمیراء نام رکھا جاسکتا ہے۔

س: ساس داماد کے لیے محرم ہے یا غیر محرم؟

ج: ساس داماد کے لیے محرم ہے ساس کا داماد سے پردہ نہیں رہتا، شادی کے بعد ساس مثل ماں کے ہو جاتی ہے جس سے محرمیت کا رشتہ قائم ہوجاتا ہے۔

س: کیا صف میں کھڑے ہوکر تکبیر کہتے وقت حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے دائیں اور بائیں چہرہ کرنا چاہئے؟

ج: جی ہاں! حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح، کہتے وقت بھی چہرہ دائیں اور بائیں گھمانا چاہیے، یہ مستحب ہے۔ قال فی الدر: ویلتفت فیه أی الأذان وکذا فیها أی فی الإقامة مطلقًا یمناً ویساراً (درمختار مع الشامی: ۲/ ۳۵، کتاب الصلاۃ باب الأذان، ط: زکریا دیوبند)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دوستوں کو بھی ملے درد کی دولت یارب

ان کا فون آیا کہ ممبئی کے سفر کے دوران تین روز آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اس حقیر نے جواب دیا: شوق سے۔ برابر والے کمرہ میں ان کا قیام تھا، رات کو دو بجے کسی کی سسکیوں سے میری آنکھ کھلی تو برابر کے کمرہ سے آواز آرہی تھی۔ خیریت لینے کے لئے جھانک کر دیکھا، بھائی دھیرج دیش مکھ سجدہ میں پڑے اپنے رب کے سامنے ماہی بے آب کی طرح، بچوں کی طرح بلک کر فریاد کررہے تھے، یہ سلسلہ گھنٹوں تک چلتا رہا، اس حقیر کو خوف ہوا کہ اتنی دیر تک اس طرح بے خود ہوکر رونے سے کوئی حادثہ نہ ہوجائے، اس خوف کے ساتھ اپنے حال پر شرمندگی اور ان کے حال پر رشک آرہا تھا کہ اللہ کا ایک بندہ جس کی پوری عمر کفر و شرک اور اسلام و مسلمانوں سے دشمنی کے ماحول میں گذری ہو، مہاراشٹر کا وہ مراٹھا جس کی ایمانی عمر ابھی دوسال بھی نہیں ہوئی ہے، شاید بیس ماہ پہلے اللہ نے ان کو ہدایت دی تھی، اپنے رب سے آہ وزاری کا کیسا چسکا ان کو لگ گیا ہے، وہ اپنے رب کے حضور الحاح وزاری کے ساتھ دعا کررہے تھے جیسے ایک معصوم بچہ اپنی شفیق ماں پر اعتماد کرکے اپنی ضد پوری کرنے کے لئے روتا اور گڑگڑاتا ہے، فجر سے قبل وہ میرے پاس آئے اور بولے مجھے کسی وقت پانچ منٹ تنہائی میں بات کرنی ہے، اس حقیر نے کہا اس سے بہتر خلوت کا وقت اور کیا ہوگا نقد بات کرلیجئے۔ کہنے لگے، دیر تک میں اپنے مالک سے فریاد کرتا رہا، مالک ہم مسلمان تو دعوت کے فریضہ سے بالکل غافل ہیں، آپ کے کتنے بندے ہمارے خونی رشتے کے بہن بھائی روزانہ ایمان کے بغیر دوزخ کا ایندھن بن رہے ہیں، رب کریم ان کی ہدایت کی کوئی سبیل نکالئے، دعا کے بعد ذرا اطمینان سا ہوا، تو میرے اللہ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ آپ کے اتنے مرید اور تعلق رکھنے والے ہیں، آپ ان سب سے کہئے کہ ۲۴ گھنٹوں میں روزانہ چار منٹ میرے لئے دیں، اس حقیر نے پوچھا کہ ان چار منٹ کا کیا کرنا ہے؟ بولے دو منٹ صرف اپنے اللہ کا شکر ادا کریں، پیارے اللہ دنیا میں کتنے اچھے اور سچے لوگ ایسے ہیں جو ایمان کی عظیم دولت سے محروم ہیں، مولائے کریم آپ کی حمد وثنا اور کروڑوں بار شکر ہے کہ آپ نے مجھے ایمان عطا کیا، دل کی گہرائی سے ایمان کی نعمت پر کروڑ بار شکر اور بار بار الحمدللہ۔

میں نے کہا باقی دو منٹ کا کیا کرنا ہے، بولے دو منٹ اللہ سے دعا کریں، میرے پیارے رب آپ نے مجھے ایمان دے کر بڑا احسان کیا، میرے بے چارے ان بھائی بہنوں کو جنہیں ایمان نہیں ملا ان کو بھی ایمان کی دولت سے مالا مال فرمادیجئے، آپ کے خزانہ میں کس چیز کی کمی ہے۔ حضرت میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ انشاء اللہ کچھ دن تک کوئی مسلمان چار منٹ کا یہ عمل کرے گا تو ضرور داعی بن جائے گا، اسے ایمان سے محروم لوگوں پر ترس آنے لگے گا، اور ان کی ہدایت کی فکر کرنے لگے گا۔

آخری صفحہ

اللہ اللہ! اس چند ماہ کے مشرف بہ اسلام ہوئے بندہ کی روح کو سلام، اسے کیسی دھن ہے کہ کس طرح یہ لوگ ایمان میں آئیں، اور کیسا درد داعی حق کے دل میں اللہ نے ڈالا ہے کہ لوگ ایمان کے بغیر مرے جارہے ہیں ان کو بچانے کی کیا شکل ہو، یہ باخع النفس کی وہ کڑھن ہے جو نبوی سنت کا خاص حصہ ہے، جس کی عکاسی جگہ جگہ قرآن مجید میں کی گئی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ نعمت کی قدر آدمی کو تب ہی ہوتی ہے جب وہ اس نعمت سے محروم لوگوں کا درد محسوس کرے، خاندانی طور پر ورشہ میں ملے ہوئے ایمان کے نعمت ہونے کا، ہمیں احساس ہی نہیں ہے۔ اس لئے جو لوگ ایمان سے محروم ہیں ان کی محرومی کا درد بھی نہیں ہے، کیا اچھا ہو کہ خاندانی طور پر ایمان سے مالا مال مسلمان، بھائی دھیرج کے بتائے ہوئے اس نسخہ کو اپنا کر اپنے دل میں ایمان سے محروم اور دوزخ کی ابدالآباد آگ میں جانے والے خونی رشتہ کے بھائی بہنوں کا درد سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے دل میں نبی صادق ﷺ کا اصلی درد پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

مولانا محمّد کلیم صدیقی